

سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ماہنامہ

# انصار اللہ

اخاء ۱۳۸۲ ھش
اکتوبر ۲۰۰۳ء

ایڈیٹر
نصر اللہ خاں ناصر

فارسی منظوم کلام



ایں زمانم زمانۂ گلزار　　موسمِ لالہ زار و وقتِ بہار

یہ میرا زمانہ گلزار کا زمانہ ہے یعنی لالہ زار کا موسم اور بہار کا وقت ہے

آمدم تا نگارِ باز آید　　بے دلاں را قرار باز آید

میں اس لئے آیا ہوں تا کہ یار لوٹ آئے اور بد دل لوگوں کو پھر آرام نصیب ہو

دستِ غیبم پرورد ہر دم　　کرد وحیش بمن ظہور اتم

ایک غیبی ہاتھ ہر دم میری پرورش کرتا ہے اور اس کی وحی نے کامل طور سے مجھ پر ظہور کیا ہے

نورِ الہام ہمچو بادِ صبا　　نزدم آرو زغیب خوشبوہا

الہام الٰہی کا نور بادِ صبا کی طرح غیب سے میرے پاس خوشبوئیں لا رہا ہے

پُرشد از نورِمن زمان و زمیں　　سر ہنوزت بر آسماں از کیں

میرے نور کی وجہ سے زمین و زماں روشن ہو گئے مگر ابھی تیرا سر عدوات سے آسمان پر ہے

باخدا جنگہا کُنی ہیہات　　ایں چہ جور و جفا کنی ہیہات

افسوس کہ تو خدا سے جنگ کر رہا ہے یہ کیا ظلم و جفا کر رہا ہے۔ تجھ پر افسوس!

از پئے خلق و ننگ و نام و رسوم　　تافتی رُو زِ حضرتِ قیوم

تو نے مخلوقات ننگ و ناموس اور رسوم کی خاطر اپنا منہ اس قیوم کی بارگاہ سے پھیر رکھا ہے

رُو بدوکن کہ رُو رُخِ یار است　　ہمہ رُوہا فدائے دلدار است

اپنا منہ اس کی طرف کر کہ اسی کا چہرہ تو اصل چہرہ ہے سارے چہرے اس دلدار پر سے قربان ہیں

(نزول المسیح - روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۷۸)

# جماعت احمدیہ عالمگیر کے ۳۷ویں جلسہ سالانہ کا برطانیہ میں کامیاب انعقاد

## خلافتِ خامسہ کے بابرکت آغاز پر پہلے جلسہ سالانہ میں ۸۱ ممالک کے ۲۵۰۰۰ احباب کی شرکت

## سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے زندگی بخش خطابات، عالمی بیعت کی ایمان افروز تقریب

**باجماعت تہجد اور پنجگانہ نمازوں، ذکر الٰہی، دعاؤں، اخوت و محبت اور اخلاص و ایثار کے روح پرور نظارے**



اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ عالمگیر کا ۳۷واں جلسہ سالانہ اعلیٰ دینی روایات کے ساتھ ۲۵، ۲۶، ۲۷ جولائی کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) لندن میں منعقد ہوا۔ جس کی مختصر روئیداد ہدیہ قارئین ہے۔

خلافت خامسہ کے مبارک دور کے اس پہلے جلسہ سالانہ کو ایک خاص تاریخی اہمیت حاصل تھی۔ بیرونی ممالک کے مہمانوں کی بڑی تعداد میں شمولیت کی توقع کے پیش نظر وسیع انتظامات کئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل امسال اس جلسہ میں ۸۱ ممالک کے پچیس ہزار افراد نے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔

**حضور انور کے خطابات:** جلسہ کے پروگراموں کا محور اور مرکز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ذات بابرکات کی زیارت، آپ سے ملاقات اور آپ کے زندگی بخش، روح پرور خطابات تھے۔ ان ایام میں ہزاروں افراد نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کے ایام میں چار خطابات ارشاد فرمائے جن میں جلسہ کے اغراض و مقاصد، جماعت احمدیہ کی عالمی ترقی اور اس پر نازل ہونے والے افضال الٰہیہ کا تذکرہ، تربیت اولاد اور اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانے کے لئے (دینی) تعلیم اور بیعت کی غرض و غایت اور اس کو پورا کرنے کے لئے افراد جماعت کی ذمہ داریاں جیسے اہم مضامین شامل تھے۔ حضور نے اس سلسلہ میں بیش قیمت نصائح بیان فرمائیں۔

**برکات و اثرات:** جلسہ کے مبارک ایام میں باہمی اخوت و محبت، اخلاص و ایثار، باجماعت نماز تہجد و پنجگانہ نمازوں کے التزام اور ذکر الٰہی اور دعاؤں کے روح پرور نظارے ہر آنے والے کے دل پر گہرا نیک اثر قائم کرتے تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات کے علاوہ جلسہ کے مختلف اجلاسوں میں علماء سلسلہ نے تقاریر کیں اور بعض (دیگر) معزز مہمانوں نے بھی حاضرین جلسہ سے خطاب کیا اور جلسہ کے متعلق اپنے اچھے تاثرات کا اظہار کیا اور جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت پر خراج تحسین پیش کیا۔

**کارکنان کو ہدایت:** قبل ازیں ۲۰ رجولائی بروز اتوار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے جلسہ سالانہ کے

انتظامات کا معائنہ فرمایا اور اس موقع پر جلسہ کے تمام کارکنان سے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا کہ بہت سے کارکنان ہیں جن کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اللہ کے فضل سے کافی پروگریس ہے۔ حضور نے نصیحت فرمائی کہ کارکنان دعا سے کام شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر لمحہ، ہر موقع پر آپ کی رہنمائی کرے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان جو دور دراز علاقوں سے بڑی ہمت کر کے، خرچ کر کے یہاں آئے ہیں حتی الوسع اپنی ہمت و کوشش کے مطابق ان کی خدمت کریں اور ہمیشہ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کریں۔

(اس مختصر خطاب اور دعا کے بعد حضور نے تمام ناظمین کو شرف مصافحہ سے نوازا اور پھر خواتین کی طرف بھی تشریف لے گئے اور جلسہ کی کارکنات کو مختصر انصائح فرمائیں۔)



**عالمی بیعت:** اتوار کے روز عالمی بیعت کی عظیم الشان تقریب بھی ہوئی جس میں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں احمدیوں نے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر فرمایا کہ امسال ۸ لاکھ ۹۲ ہزار ۴۰۳ رافراد نے جماعت احمدیہ.......... میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔

**جلسہ سالانہ کی نشریات:** MTA نے جلسہ کی تمام کارروائی براہ راست نشر کی۔ آٹھ زبانوں میں اس کارواں ترجمہ بھی نشر کیا گیا۔ علاوہ ازیں جلسہ کے مختلف انتظامات کی رپورٹس، مختلف معزز مہمانوں کے ساتھ خصوصی انٹرویوز بھی نشر ہوئے۔ مقامی طور پر (ایف۔ ایم۔) ریڈیو پر بھی جو عارضی طور پر اسلام آباد میں قائم کیا گیا تھا تمام کارروائی نشر ہوئی۔ اس ریڈیو سٹیشن کے ذریعہ ٹریفک کی صورت حال، مختلف افراد کے ساتھ انٹرویوز اور نظمیں وغیرہ بھی نشر ہوتی رہیں۔ (خلاصہ)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل ۸راگست تا ۱۴راگست ۲۰۰۳ء)

## انتخاب از کلام حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام

اک زمانہ تھا کہ میرا نام بھی مستور تھا — قادیاں بھی تھی نہاں ایسی کہ گویا زیرِ غار
کوئی بھی واقف نہ تھا مجھ سے نہ میرا معتقد — لیکن اب دیکھو کہ چرچا کس قدر ہے ہر کنار
اس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر — جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مرورِ روزگار
کھول کر دیکھو براہیں جو کہ ہے میری کتاب — اس میں ہے یہ پیشگوئی پڑھ لو اس کو ایک بار
اَب ذرا سوچو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے — اس قدر امرِ نہاں پر کس بشر کو اقتدار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

# رمضان المبارک!

## جسمانی، اخلاقی اور روحانی ترقیات کا مہینہ

تحریر: مکرم محمود احمد اشرف صاحب نائب مدیر



قرآن کریم میں روزوں کی فرضیت کے متعلق مومنوں کو حکم ہے۔''...... كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ'' (سورۃ البقرۃ آیت: ۲۴)

کہ تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اس آیت قرآنی میں روزوں کی فرضیت، اہمیت اور فضلیت یعنی فوائد کا نہایت مختصر اور جامع ذکر کیا گیا ہے۔ روزوں کی اہمیت اس امر سے واضح کی گئی ہے کہ یہ گزشتہ اُمتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہندومت ایک قدیم مذہب ہے اس میں روزہ موجود ہے۔ بدھ ازم میں بھکشو بعض مخصوص دنوں میں روزے رکھتے ہیں یہودی سال بھر میں بعض مخصوص دنوں میں روزے رکھتے ہیں۔ عیسائی ۴۰ دن کے روزے ایسٹر سے پہلے رکھتے ہیں۔ عربوں میں روزے کا رواج تھا۔ عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ پس دنیا بھر کے بڑے بڑے مذاہب میں روزوں کا پایا جانا ان کی اہمیت کو ظاہر کر رہا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ روزوں سے متعلق اسلام کی تعلیم جامع اور دیگر مذاہب سے اعلیٰ وافضل ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ افراط اور تفریط سے پاک ہے۔ مثلاً ہندوؤں میں روزے کے دوران بعض چیزیں کھائی جاسکتی ہیں۔ اس کے برعکس عرب روزہ رکھتے تھے تو چوبیس گھنٹوں میں صرف ایک دفعہ رات کو سونے سے پہلے کھانا کھاتے تھے۔ یہود سحری نہیں کھاتے تھے۔ لیکن اسلام نے درمیانی راستہ اختیار کیا اسی طرح بعض مذاہب میں روزے کا حکم صرف مخصوص مذہبی لوگوں کے لئے تھا۔ مثلاً ہندوؤں میں بالعموم سادھو روزہ رکھتے ہیں۔ س کے بالمقابل بعض مذہب میں روزہ ہر فرد کے لئے ہر حال میں لازم تھا۔ مثلاً تورات میں لکھا ہے کہ فلاں دن ہر کوئی روزہ رکھے خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی (احبار ۱۶/۲۹) چنانچہ اسلام نے یہاں بھی اعتدال کو قائم کیا۔ ایک طرف بالغ اور تندرست پر روزہ فرض کیا تو دوسری طرف مسافر اور مریض کو رخصت دی۔

روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے ذریعے انسان جسمانی، اخلاقی اور روحانی ترقیات کے مدراج کو طے کر سکتا ہے۔ مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کے فوائد لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے الفاظ میں بیان فرما دیئے ہیں۔ تقویٰ کا لفظ ایک بے حد وسیع اور جامع لفظ ہے۔ اس کا اطلاق انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی حالتوں پر ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے روزوں کی افادیت کا جائزہ لینے کے لئے طریق یہ ہے کہ ہم ان تینوں پہلوؤں سے روزوں کے فوائد کا مطالعہ کریں۔

**روزے کے جسمانی فوائد**: روزہ بظاہر جسم کے لئے ایک مشقت دکھائی دیتا ہے۔لیکن ہر جسمانی ورزش کی طرح یہ بھی درحقیقت جسم کو صحت منداور مضبوط بناتا ہے۔اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ غذا اگرچہ جسم کے لئے ضروری ہے مگر ضرورت سے زیادہ کھانا بے حد مضر ہے۔ضرورت سے زیادہ کھانے سے انسان کا وزن بڑھ جاتا ہے اور وزن کا بڑھنا مہلک بیماریوں کو دعوت دیتا ہے۔دل کی بیماریوں کی ایک وجہ موٹاپا ہے۔موٹے آدمی کی شریانوں میں خون بھیجنے کے لئے دل کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔پھر ہارٹ اٹیک کی ایک وجہ شریانوں میں زائد مواد کے جمنے سے اُن کا تنگ ہو جانا ہے ان میں سے ایک کولیسٹرول بھی ہے۔وہ لوگ جو سادہ غذا کھاتے ہیں اور بسیار خوری کے عادی نہیں ہیں اُن میں دل کے امراض کی شرح یقیناً کم ہے۔ایک اندازے کے مطابق یہ کہا جاتا ہے کہ افریقہ میں بھوک سے مرنے والوں کی تعداد امریکہ میں بسیار خوری کے باعث بیماریوں سے مرنے والوں سے کم ہے۔

دل کی بیماریوں کے علاوہ دو اور مہلک بیماریاں ایسی ہیں جن کی ایک وجہ موٹاپا بھی ہے۔ان میں سے ایک بلند فشارِ خون یعنی ہائی بلڈ پریشر اور دوسرے ذیابیطس ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک موٹے آدمی کی نسبت پتلا آدمی طویل عمر پانے کا زیادہ امکان رکھتا ہے۔



روزے ایک ماہ تک زائد وزن کو کم کرنے میں بہت مددومعاون ثابت ہو سکتے ہیں۔لیکن روزوں کا یہ فائدہ پورے سال اور ساری عمر پر بھی ممتد ہو جاتا ہے۔دراصل زیادہ کھانا بھی معدے کی ایک عادت ہے۔اس کو کم بھی کیا جا سکتا ہے اور بہت بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔رمضان کے بعد روزے رکھنے والے عموماً یہ محسوس کرتے ہیں کم کھانے یا صرف دو وقت کھانے سے بھی بخوبی گذارا ہو سکتا ہے۔یہ دراصل ایک ماہ کی تربیت کا نتیجہ ہوتا ہے۔اور اگر رمضان کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرنا شروع کر دیا جائے کہ بھوک رکھ کر کھاؤ تو روزوں کی جسمانی برکات کا سلسلہ سارے سال پر پھیل جاتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ روزہ وہ ضبطِ نفس سکھاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان کھانے پینے میں بھی صحت مند عادات اختیار کر لیتا ہے یہاں ایک اور غلط فہمی کا دور کرنا بھی بے حد ضروری ہے۔بالعموم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ زیادہ کھانے سے زیادہ طاقتور ہو جائیں گے۔حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ طاقت (Strength اور Stamina) کا تعلق اعصاب (Muscles) کے مضبوط ہونے سے ہے۔اور اعصاب کی مضبوطی ان کے مسلسل استعمال اور ورزش سے ہوتی ہے۔چنانچہ امراء جو ہر قسم کی غذائیں بافراغت کھاتے ہیں بسا اوقات ان غرباء کی نسبت ایک چوتھائی جسمانی طاقت بھی اپنے اندر نہیں رکھتے جنہیں اکثر ضرورت سے کم خوراک ملتی ہے مگر وہ محنت ومشقت کے عادی ہیں۔

چنانچہ روزے کے ذریعے انسان جسمانی صحت حاصل کر سکتا ہے بے شک رمضان کے بعد ایک قسم کی کمزوری محسوس ہوتی ہے لیکن یہ بھی ویسی ہی کمزوری ہے جو کسی بھی ورزش کے بعد انسان محسوس کرتا ہے ورنہ روزہ درحقیقت جسم کو

مضبوط بناتا ہے سوائے اس کے کہ انسان بیمار ہو۔ جسم اور غذا اور صحت کے اس باہمی تعلق کو سمجھ کر جب ہم یہ حدیث پڑھتے ہیں تو اس کی عظمت کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر چیز کو پاک کرنے کے لئے اس کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے'' (ابن ماجہ)

ایک حدیث مبارکہ میں آپؐ نے فرمایا: ''روزے رکھا کرو صحت مند رہو گے'' (جامع الصغیر)

روزے کے جسمانی فوائد پر بات کرتے ہوئے ایک اصولی بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جسمانی صحت بے شک اخلاقی اور روحانی ترقیات کے لئے بے حد ضروری ہے اسی لئے جسمانی صحت وصفائی کا ہر ممکن اہتمام کرنا ہمارے دین نے ہمیں سکھایا ہے۔ مگر جسم کی نشوونما میں لگے رہنا اصل مقصد انسانی پیدائش کا نہیں ہے۔ روزہ دراصل ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ جسم کو ہر قسم کی مشقت میں ڈال کر بھی ہم نے اخلاقی اور روحانی ترقی کا سفر طے کرنا ہے۔



**روزہ اور اخلاقی ترقی:** روزہ انسان کو صبر ضبط نفس سکھاتا ہے۔ جس کے بغیر اعلیٰ اخلاق اختیار نہیں کئے جا سکتے۔ اخلاق دراصل خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے قواء کو موقع اور محل کی مناسبت سے استعمال کرنے کا نام ہے۔ یہ ایک شعوری کوشش ہے جس کے لئے بے انتہا ضبط نفس کی ضرورت ہے اور روزہ یہ ضبط نفس انسان کو سکھاتا ہے۔ چنانچہ بھوکا پیاسا رہنا ہرگز روزے کی غرض نہیں ہے بلکہ یہ اصل غرض کو حاصل کرنے کا ایک طریق ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''......مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔''

(بخاری کتاب الصوم)

(ترجمہ) جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اخلاق دو قسم کے ہیں ایک کا تعلق ترکِ شر سے ہے اور دوسری قسم کا اخلاق ایصالِ خیر سے ہے۔ یعنی ایک یہ کہ انسان برائی سے باز رہے اور دوسرے یہ کہ وہ نیکیوں کو اختیار کرے۔ اس حدیث میں پہلی قسم کے اخلاق کا ذکر ہے۔ قولِ الزُّور پر عمل سے تمام اعمالِ سیئہ مراد لیے جاسکتے ہیں۔

رمضان المبارک محض بُرے اخلاق کو ترک کرنے کا مہینہ نہیں بلکہ تمام اچھے اخلاق کو اختیار کرنے کا مہینہ بھی ہے۔ چنانچہ ہمدردی، ایثار، قربانی، سخاوت، محنت ومشقت کی عادت، مستقل مزاجی، وہ اعلیٰ اخلاق ہیں جو رمضان المبارک ہمیں سکھانے کے لئے آتا ہے۔ یہ تمام اخلاق کسی بھی وقت سیکھے جاسکتے ہیں لیکن رمضان روحانی بہار کا موسم ہے جس میں اعلیٰ اخلاق کے اشجار طیبہ خوب نشوونما پاتے ہیں۔ رمضان المبارک وہ ماحول پیدا کرتا ہے جو نیکیوں کے اختیار کرنے کے لئے

بے حد ساز گار ہے۔ اس میں بدی کے محرکات کم ہو جاتے ہیں اور نیکی کے محرکات طاقتور ہو جاتے ہیں۔ اس حقیقت کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مبارکہ میں اشارہ فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

''اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَسُلْسِلَتْ الشَیَاطِیْنُ۔'' (بخاری کتاب الصوم)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

**روزہ اور روحانی ترقی:** اعلیٰ اخلاق کو اختیار کر کے انسان اُس روحانی منزل تک پہنچ سکتا ہے جہاں اُسے خدا کے فضل سے لقاءِ الٰہی نصیب ہو سکتی ہے اور تمام عبادات انسان کو اس آخری مقصد کے طرف لے کر جاتی ہیں۔ چنانچہ رمضان کی سب سے عظیم برکت دراصل یہی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول...... فرماتے ہیں:

''روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ذریعہ ہے ویسے ہی قربِ الٰہی حاصل کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ یہ بھی بیان کیا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْن۔'' (حقائق الفرقان)

قرآن کریم کا بیان کردہ یہی مضمون اس حدیث میں بھی بیان ہوا ہے:

(ترجمہ) ''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے۔ اور روزے کی عبادت تو خاص میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزا ہوں۔'' (ترمذی ابواب الصوم)



روزے کی جزا وصالِ الٰہی ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ روزہ تمام عبادات کا جامع ہے۔ اور جب انسان تمام عبادات پر کماحقہ قائم ہو جاتا ہے تو اُسے خدا کی لقاء نصیب ہو سکتی ہے۔ چنانچہ روزوں کی ان عظیم الشان برکات کو سب سے زیادہ مشاہدہ کرنے والا وجود اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ آپ اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر فرماتے ہیں۔

''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اُس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوارِ سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سُنّت خاندان نبوت ہے۔'' اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سُنّت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزامِ صوم کو مناسب سمجھا مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجا لانا بہتر ہے۔ پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشست گاہ میں اپنا کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا

پوشیدہ طور پر بعض یتیم بچوں کو جن کو میں نے پہلے سے تجویز کر کے وقت پر حاضری کے لئے تاکید کر دی تھی، دے دیتا تھا اور اس طرح تمام دن روزہ میں گذارتا اور بجز خدا تعالیٰ کے ان روزوں کو کسی کو خبر نہ تھی۔ پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھالیتا ہوں۔ مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کروں۔ سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ میں تمام دن رات میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور اسی طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ شاید صرف چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اس قدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا۔ اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے۔ وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیا اس امت میں گذر چکے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ حسنین وعلی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا۔ اور یہ خواب نہ تھی بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی۔ غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب تطویل ہے اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دلکش و دلستان طور پر نظر آتے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوئے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سبز اور بعض سرخ تھے۔ ان کو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہیں ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترکیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہوگئی۔ یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کو ان امور سے خبر ملتی ہے۔

غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع اقسام کے مکاشفات تھے۔ ایک اور فائدہ مجھے یہ حاصل ہوا کہ میں نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ میں وقتِ ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کر سکتا ہوں۔ میں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو۔ میرے ساتھ فاقہ کشی کے لئے مجبور کیا جائے تو قبل اس کے کہ مجھے کھانے کے لئے کچھ اضطرار ہو۔ وہ فوت ہو جائے۔ اس سے مجھے یہ بھی ثبوت ملا کہ انسان کسی حد تک فاقہ کشی میں ترقی کر سکتا ہے اور جب تک کسی کا جسم ایسا سختی کش نہ ہو جائے میرا یقین ہے کہ ایسا تنعم پسند روحانی منازل کے لائق نہیں ہو سکتا۔ لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا...... یاد رہے کہ میں نے کشفِ صریح کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے اصلاح پا کر جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ نو ماہ تک لیا اور بھوک اور پیاس کا مزہ چکھا......" (کتاب البریہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۷ تا ۲۰۰)



خدا کرے! کہ آنے والے رمضان المبارک میں ہر احمدی اعلیٰ ترقیات کی منازل سے ہمکنار ہو۔

# بہارِ نو

''مسرور'' کے ظہور سے اس کا مِلا جواب
اُٹھا جو میرے دل میں سوالِ بہارِ نو

ہر سُو کھِلے ہیں پھول تو مُرغانِ نغمہ سنج
آمد حضور کی ہے مثالِ بہارِ نو

پہلی بہار دے گئی داغِ فِراق، اگر
حاصل ہوا چَمن کو وِصالِ بہارِ نو

اُس آنے والے دور کے اَثمار دیکھنا!
کہ جس کی ابتدا ہے کمالِ بہارِ نو

طے دَشت و در کریں گے بہ چشمک زدن تمام
ہر احمدی جواں ہے غزالِ بہارِ نو

بکھری ہوئی رنگینیاں ہر سَمت دیکھنا!
مَسرور لے کے آیا جَمالِ بہارِ نو

ہم ہیں خزاں کی یورش و یلغار سے بلند
ہر اَحمدی ہے مِثلِ نہالِ بہارِ نو

آئی مِرے چَمن میں کوئی بے خزاں بہار
ہر سال سال ہوگا اَب سالِ بہارِ نو

اِس کی جبیں کو دیکھ کر ہم کو یقیں بھی ہے
اِس کی جبیں جبیں بھی ہے ماہِ مبیں بھی ہے

عبدالسلام اسلام

# قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت ضروری احتیاطیں

تحریر: مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بفضلہٖ تعالیٰ جہاں اللہ اور اس کے رسولؐ سے عشق کے مضمون کو تحریر میں، تقریر سے اور حال وقال کے ذریعہ اپنے کمال کو پہنچایا وہاں اللہ کے پاک کلام قرآن مجید سے محبت و وارفتگی کا اپنے قول وعمل سے اظہار کر کے محبت وعشق کی داستان میں ایک خوبصورت نئے باب کا اضافہ فرمایا۔ آپ قرآن مجید کے حسن و جمال اور اس کی خوبی و دلبری کے اثر سے وجد میں آکر گنگنانے لگتے ہیں کہ

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

قرآن مجید سے تعلق و وابستگی آپؑ کے حلقہ میں آنے والوں کے دلوں میں بھی سرایت کر گئی اور آپ کے مصاحبین میں بھی اس کلام کے لئے ایک جوش و جذبہ پیدا ہو گیا۔ ایک روایت ہے کہ ایک عقیدت مند قلق و اضطراب کی کیفیت میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور میرے واسطے دعا کی جاوے کہ میری زبان قرآن شریف اچھی طرح ادا کرنے لگے۔ قرآن شریف اچھی طرح ادا کرنے کے قابل نہیں اور چلتی نہیں۔ میری زبان کھل جاوے۔ حضرت اقدسؑ کی صحبت کا یہ کس قدر گہرا اثر ہے کہ کلام الٰہی ٹھیک سے نہ پڑھ سکنے کی وجہ سے فکرمندی اور بے چینی لاحق ہو جاتی ہے اور یہ کیفیت اس نیک بخت کو حضور کے دربار میں کھینچ لاتی ہے کہ وہاں سے علاج کروایا جائے۔ حضرت اقدس بھی مسیحائی فرماتے ہوئے دردمندانہ انداز میں اس کا علاج تجویز کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔



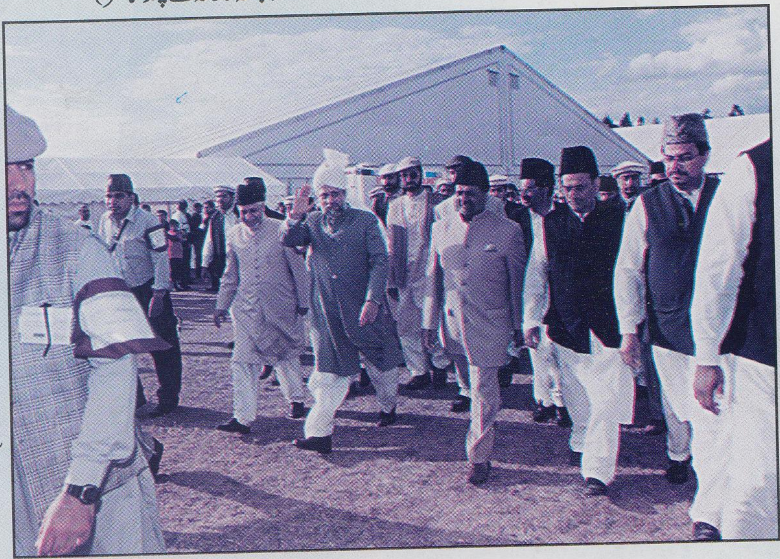
''تم صبر سے قرآن شریف پڑھتے جاؤ۔ اللہ تمہاری زبان کھول دے گا۔ قرآن شریف میں یہ ایک برکت ہے کہ اس سے انسان کا ذہن صاف ہوتا ہے اور زبان کھل جاتی ہے۔ بلکہ اطباء بھی اس بیماری کا اکثر یہ علاج بتایا کرتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۰۵)

قرآن مجید تو شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ہے تلاوت کرتے ہوئے پوری توجہ نہ ہونے کی وجہ سے حروف و الفاظ کی ادائیگی میں بے احتیاطی کی صورت میں، ذہن کو صاف کرنے اور زبان کی رکاوٹ کو دور کرنے کی برکت سے محرومی ہی اس کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید کے تقدس و احترام کا بھی تقاضا ہے کہ اس کی تلاوت کرتے ہوئے مستعدی اور احتیاط کے ساتھ بہتر سے بہتر رنگ میں تلاوت کی کوشش کی جائے۔ تلاوت میں بہتری پیدا کرنے کے لئے ذیل میں چند ضروری امور پیش ہیں۔

**حروف کی ادائیگی میں احتیاط:** انسان طبعاً سہل پسند واقع ہوا ہے۔ مختلف زبانیں بولنے والے اسی سہل پسندی کی وجہ سے بعض حروف کو غلط بول جاتے ہیں۔ پنجابی بولنے والے ''ز'' کو ''ج'' بنا کر بول دیتے ہیں مثلاً زمین کو جمین اور زبان

# برطانیہ میں جماعت احمدیہ عالمگیر کا جلسہ سالانہ منعقدہ مورخہ ۲۵۔۲۶۔۲۷ جولائی ۲۰۰۳ء

(جلسہ سالانہ کے چند مناظر)



سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لاتے ہوئے



حضور انور کے استقبال میں احباب کرام





جلسہ سالانہ میں برٹش احباب

کو جبان بولیں گے۔ بنگالی ج کو ''ذ'' بنا دیتے ہیں مثلاً جلیل القدر کو ذلیل القدر بولیں گے۔ مصر کے عربی بولنے والے ج کو گ اور ''ث'' کو ''ت'' بنا دیتے ہیں۔ حاجَۃ ثَانِیَۃ کو ھاگَۃ تانیۃ بولتے ہیں۔ یہ زبان کی لغزشیں ہیں جو محض بے احتیاطی کی وجہ سے واقع ہوتی ہیں اور معمولی توجہ سے ان سے بچا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید کے الفاظ ادا کرتے ہوئے احتیاط سے حروف کی ادائیگی کی جائے تو بہت سی برکات کا موجب ہو سکتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خوشخبری ہے کہ

''مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ فَلَہٗ بِہٖ حَسَنَۃٌ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا''

فرمایا جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے بدلہ میں اس کے مقدر میں ایک نیکی ہوتی ہے اور نیکی کا بدلہ دس گنا ہے مزید فرمایا لَا اَقُوْلُ الٓمٓ حَرْفٌ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے ولٰکِنْ الِفٌ حرفٌ ولامٌ حَرْفٌ ومیمٌ حرفٌ یعنی الم میں ''الف'' ایک حرف ہے ''ل'' دوسرا اور ''م'' تیسرا۔ اور ہر حرف کے بدلے علیحدہ جزا ہوگی۔ گویا کلام اللہ کا حرف حرف توجہ سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ ہر ایک کے لئے کوشش فرض ہے۔ جزاء اللہ تعالیٰ نیت و اخلاص کے حساب سے عطا فرماتا ہے۔

**آواز کے لمبا چھوٹا ادا کرنے میں احتیاط:** عربی زبان ایسی لطیف اور پرنزاکت زبان ہے کہ جیسے اس کے الفاظ میں حرف کے بدلنے سے معنی بدلتے ہیں آواز کے لمبا چھوٹا ہونے سے بھی معنی بدل جاتے ہیں۔ مثلاً

(الف): لَا تُؤَاخِذْنَا کے معنی ہیں ہمارا مؤاخذہ نہ فرما۔ اس میں لَا کو بے احتیاطی سے پڑھتے ہوئے اگر لَ چھوٹا پڑھا جائے تو معنی بنگیں گے ہمارا ضرور مؤاخذہ کرنا۔ لَارَیْبَ کے معنی ہیں قطعاً کوئی شک نہیں۔ لَا کو چھوٹا پڑھتے ہوئے لَرَیْبَ پڑھیں تو نفی کی بجائے اثبات میں تاکید ہو جائے گی ضرور بالضرور شک ہے۔



(ب): حرکت والے حرف کو الف، وٗ، یٔ کے بغیر لمبا ادا کریں تو بھی معنی برعکس پیدا ہو جائیں گے۔ مثلاً لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ کے معنی ہیں تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے۔ اگر لَاتُؤْمِنُنَّ بِہٖ پڑھ دیا جائے تو معنی بنیں گے کہ تم ہرگز ایمان نہ لانا۔ بعض حروف کی ادائیگی میں بغیر استاد کے مشکل پیش آ سکتی لیکن آواز کا لمبا چھوٹا کرنا انسان کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اردو میں ہم ''دادا، دادی'' الف اور ی کے ساتھ لکھتے ہیں مگر پڑھنے میں نمایاں نہیں کرتے دَ دَ دَدِ بولتے ہیں۔ مگر جیسا کہ پہلے ذکر گزرا ہے عربی زبان میں، بالخصوص قرآن مجید کے تلفظ میں آواز کو لمبا چھوٹا کرنے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ضروری نہیں کہ استاد ہی میسر ہو خود ذرا توجہ کر کے یہ غلطی درست کی جا سکتی ہے۔

**ساکن اور مشدّد حروف کو پڑھنے میں احتیاط:** عربی زبان کے علاوہ دیگر اکثر زبانیں بولنے کے لحاظ سے flat چلتی ہیں جن میں الفاظ بولتے ہوئے حروف گہرائی سے ادا نہیں ہوتے اردو بھی ان میں سے ایک ہے۔ اس لئے گو کہ عربی زبان کے الفاظ بکثرت اردو میں استعمال ہوتے ہیں مگر اردو لہجے کے مطابق وہ ڈھال لیے جاتے ہیں۔ مثلاً لفظ

''استعمال'' اردو لہجے میں اسے استعمال بولتے ہیں۔ حرفِ عین چونکہ گہرائی سے ادا کرنے سے ہی ادا ہوسکتا ہے اس لئے اس پر آواز ٹھہرا کر ادا کرنا ہوتا ہے۔ اسی طرح لفظ نَعْبُدُ میں عین پر آواز نہ ٹھہرائیں تو یہ نَبُدُ یا نَـابُدُ پڑھا جائے گا۔ ایسی غلطی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ ساکن حرف یعنی سکون والے (جزم والے) حرف پر آواز کو ٹھہرا کر پڑھا جائے۔ اسی طرح مشدّد یعنی شد والا حرف ہے۔ مثلاً لفظ مُصَدِّقِيْنَ کو اکثر لوگ مُصَدِقِيْنَ ''ص'' کی تشدید کے بغیر پڑھتے ہیں ص پر آواز ٹھہرا کر پڑھیں تو یہ درست پڑھا جائے گا۔ مُصْـصَدِّقِيْن۔ یہ غلطی بھی اردو لہجے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ احتیاط سے بتائے گئے طریق پر مشق کر لی جائے تو یہ غلطی دور ہوسکتی ہے۔



**رواں پڑھنا:** قرآنی عبارت اپنی بناوٹ و ترکیب کے لحاظ سے خاص انداز اور حسن و جمال رکھتی ہے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

> ''ظاہری صورت پر نظر ڈال کر دیکھو کیسی رنگینی عبارت اور خوش بیانی اور جودتِ الفاظ اور کلام میں کمال سلاست اور نرمی اور روانی اور آب و تاب اور لطافت وغیرہ لوازمِ حسنِ کلام اپنا کامل جلوہ دکھا رہے ہیں۔'' (تفسیر سورۃ فاتحہ بیان فرمودہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۸)

پس جہاں تلفظ کو بہتر سے بہتر بنانے میں کوشاں رہنے کی ضرورت ہے۔ وہاں قرآنی عبارت میں موجود خوش بیانی سلاست و روانی، نرمی و لطافت اور آب و تاب کو تلاوت میں قائم رکھنے کے لئے اصول سمجھنے اور سیکھنے اور ان کی مشق کی بھی ضرورت ہے۔ ابتدائی طور پر رواں پڑھنے کی مشق میں یہ احتیاط کر لی جائے۔ (الف) حروف کو بے جا لمبا یا چھوٹا پڑھنے سے اجتناب کریں۔ (ب) ا، وٗ، یٖ سے پہلے بالترتیب زبر...َ. پیش...ُ. یا زیر...ِ. ہو تو مناسب طور پر لمبا پڑھیں۔ (ج) وٗ، یٖ سے پہلے ...َ. (زبر) ہو تو یہاں بھی ''ا'' کے برابر وقت دیتے ہوئے پڑھیں۔ مثلاً بَيْنِـيْ میں ب اور ن دونوں ایک سا وقت لیں گے گو کہ آواز کی شکل میں فرق ہوگا۔ (د) مدّ زائد کی علامت ''ٓ '' پر قدرے زیادہ لمبا کر کے پڑھیں جس کے نتیجہ میں آواز میں خود بخود ترنّم پیدا ہوگا۔

**وقف و ابتداء:** یعنی تلاوت کے دوران ٹھہرنا اور پھر تلاوت جاری رکھنا۔ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہ کہ وقف کس جگہ کرنا چاہئے۔ دوسرا یہ کہ وقف کیسے کرنا ہے نیز تلاوت جاری رکھنے کے لئے دوبارہ کہاں سے پڑھنا ہے۔

(الف) وقف کہاں کرنا چاہئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وقف کے مواقع سیکھتے تھے۔ تاہم وقف کی علامات معیّن نہ تھیں۔ بعد کے زمانہ میں علماء ربّانی نے علامات تجویز کیں جو عبارتِ قرآن کے معانی و مفہوم کو پیش نظر رکھ کر مقرر کی گئیں۔ یہ علامات متعدد ہیں جن میں عام طور پر آیت کی علامات کے علاوہ تین علامات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے علامتِ وقفِ لازم ''م'' علامتِ وقفِ مطلق ''ط'' اور علامتِ وقفِ جائز ''ج'' باقی علامات جہاں جہاں قرآنی عبارت میں لگائی جاتی ہے۔ وہاں وقف کی وجہ موجود ہوتی ہے گو کہ وہ وجہ وقف لازم یا وقف مطلق کی نسبت کمزور ہوتی ہے۔ تاہم ان

علامات پر وقف کرنے میں کوئی حرج نہیں- صرف علامت ''لا'' ایسی ہے کہ اگر یہ آیت کی علامت کے بغیر ہو تب وقف نہیں کرنا چاہئے- اگر وقف کرنا پڑے تو اگلے لفظ سے تلاوت جاری رکھنے کی بجائے پیچھے سے ایک دو الفاظ کا اعادہ کرتے ہوئے تلاوت جاری رکھیں گے- مثلاً قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ لا اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھزِءُوْن () میں انّا معکمْ پر اگر ٹھہرنا پڑے تو اگلے سانس میں اِنَّمَا نَحْنُ سے پڑھنے کی بجائے اِنَّامَعَکُمْ اِنَّمَا .......... پڑھیں گے-

نوٹ: ''لا کے علاوہ کسی بھی علامت وقف پر وقف کرنے میں حرج نہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ وقف کے لحاظ سے نسبتاً کسی کمزور علامتِ وقف پر ٹھہرتے ہیں تو آپ کو تلاوت جاری رکھنے کے لئے پیچھے سے الفاظ کے اعادہ کی ضرورت نہیں- آپ آگے تلاوت جاری رکھ سکتے ہیں- مثلاً وَعَلٰی غِشَاوَۃٌ پر ٹھہرتے ہیں آگے ''ز'' ہے جو وقف کی ایک کمزور علامت ہے- تو آپ کو غِشَاوَۃٌ وَّلَھُمْ ...... سے اعادہ کی بجائے وَلَھُمْ عَذَابٌ ...... پڑھنا چاہئے-

نوٹ نمبر۲: ایک مبتدی کے لئے ضروری ہے کہ ''لا'' کے علاوہ علامات پر وقف کر کے پڑھے تا کہ اسے بغیر علامت کے رکنا نہ پڑے- نیز وقفِ لازم اور وقفِ مطلق پر وقف کا خاص طور پر اہتمام کرے ورنہ معنوں کی ادائیگی میں فرق آ سکتا ہے- مثلاً اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ط وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ ...... میں یَسْمَعُوْن پر وقف کرنے کی بجائے اگر الْمَوْتٰی پر وقف کرتا ہے تو مفہوم یہ بنے گا کہ قبول کرتے ہیں وہ لوگ جو سنتے ہیں اور جو مردے ہیں- حالانکہ منشاء الٰہی یہ نہیں کہ جو مردے ہیں وہ بھی قبول کرتے ہیں- پس یَسْمَعُوْن پر وقف کر کے والموتی یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ پڑھنا ضروری ہے-

<u>(ب) وقف کیسے کرنا ہے:</u> جیسا کہ ذکر گذرا ہے قرآنی عبارت میں خاص حسن و نغمگی ہے- اس لئے تلاوت کے دوران وقف کے بھی خاص طریق ہیں- تفصیل بیان کرنے کی گنجائش نہیں- مختصراً یہ کہ وقف کرتے ہوئے آخری آواز یا تو ساکن ہو گی یا لمبی ادا کی جائے گی وقف کے وقت بین بین آواز ادا کرنا درست نہیں- دو مقامات پر خاص احتیاط کی ضرورت ہے- (۱) آخر میں مشدّد حرف ہو تو وقف کی صورت میں اس حرف کی حرکت تو ختم ہو جائے گی مگر شد (......) کو ظاہر کرنا ضروری ہے- مثلاً لفظ اَمَرٌّ ہے اس کو وقف کرتے ہوئے اَمَرْ پڑھیں گے تو ایک ر پڑھنے سے رہ جائے گی لہٰذا ر کی شدّ کو پڑھنے کے لئے اسے قدرے مضبوطی سے پڑھیں گے تا کہ دونوں راءات پڑھی جا سکیں- اَمَرّ- (۲) آخر میں زبر والی تنوین ہو تو تنوین کے نون کو الف بنا کر پڑھتے ہیں خواہ الف لکھا ہو یا نہ مثلاً مَآءً کو مَآءَا پڑھیں گے- مَآءَ یا مَآءْ پڑھنا غلط ہے-

وقف و ابتداء میں یہ امر بھی ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اگر مجبوراً علامت کے بغیر بھی رکنا پڑے تو پورا لفظ پڑھ کر رکا جائے- مثلاً اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ ...... پڑھتے ہوئے السَّلَامُ الْ پڑھ کر نہ رکیں بلکہ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ پڑھ کر رکیں اور دوبارہ اعادہ کرتے ہوئے قُدُّوْس السَّلَام پڑھنے کی بجائے اَلْقُدُّوْسُ السَّلَامُ ...... پڑھیں-

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے مقدس کلام سے اخلاص و محبت کا تعلق عنایت فرمائے اور اس پیارے اور عظیم کلام کے ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے متمتع ہونے کی ہمیں ہمت و قابلیت عطاء فرمائے- آمین-

# یتیم بچوں کی کفالت کی تحریک

## حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا ایک عظیم احسان

والدین اولاد کے لئے ایک نعمت اور رحمت خداوندی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان اور فضل کی قدر اُن معصوم اور کملائے ہوئے پھولوں کو دیکھ کر ہوتی ہے جن کے سر پر یہ سایہ عاطفت نہیں اور وہ پدرانہ شفقت اور پیار سے محروم ہیں۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بچپن کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مجھے یاد ہے کہ جب میں بچہ تھا اور اپنا سر باپ کی آغوش میں رکھتا تھا میری قدر و منزلت بادشاہوں جیسی ہوتی تھی۔ اگر میرے جسم پر ایک مکھی تک بیٹھ جاتی تو سب گھر والے پریشان ہو جاتے تھے۔ جب بچپن ہی میں میرے سر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا تو مجھے یتیم بچوں کے درد کی خبر ہوئی۔ یہ درد ہی جان سکتا ہے جس کو یتیمی کا داغ لگا ہو'' (حکایاتِ سعدی۔صفحہ ۷۵)

بے سہارا یتیم بچے بھی اُن والدین کے لئے ایک امتحان ہے جو اپنے بچوں کی تو بڑے ناز و نعم سے پرورش کر رہے ہیں اور باوجود موقع میسر آنے کے یتامیٰ کی خبر گیری سے بے پرواہ ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

**''کلا بل لا تکرمون الیتیم۔''** یعنی ہرگز نہیں (تم قصوروار ہو) تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''......تم کو دولت ملی تھی کہ تم غرباء پر خرچ کرو اور اس طرح ایک نیک برادری دنیا میں قائم ہو مگر بجائے اس کے تم نے تکبر شروع کیا اور غریبوں کی خبر گیری ہی سے غفلت نہیں برتی بلکہ ان کو ذلیل بھی کیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مستحق نہیں ہو اور یتیموں کی عزت نہ کی بلکہ اُنہیں ذلیل سمجھا اس لئے خدا تعالیٰ نے بھی تم کو ذلیل کیا اگر تم دولت ملنے پر یہ سمجھتے کہ خدا تعالیٰ نے یہ دولت اس لئے دی ہے کہ وہ دیکھے کہ تم یتیموں کی خبر گیری کرتے ہو یا نہیں ......تم نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ رَبِّی اَکْرَمَنِ خدا کا ہمارے ساتھ کوئی خاص جوڑ ہے کہ اُس نے یہ نعمتیں ہمیں دی ہیں اَوروں کو نہیں دیں۔ تم نے یتیموں اور مسکینوں کی ذرا بھی پروانہ کی اور تم نے اپنے متعلق یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ ہم خدا کے خاص محبوب اور پیارے ہیں۔ کہ اُس نے ہمیں تو ان انعامات سے نوازا مگر دوسروں کو محروم رکھا بجائے اس کے کہ تم یہ سمجھتے کہ تمہیں یتیموں کی پرورش اور مساکین کی خبر گیری کے لئے یہ نعمتیں دی گئی ہیں تم نے ان نعمتوں کو اپنا حق قرار دے کر ان کی طرف سے اپنی آنکھیں بالکل موند لیں اور ان کی ضروریات کے لئے ایک پیسہ خرچ کرنا بھی روانہ رکھا......'' (تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۵۶۴)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے احکام پر پوری طرح عمل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ان بے سہارا یتیم بچوں کی عزت نفس اور معاشرے میں بلند مقام کی خاطر ایک ادارہ ''کفالت

یکصد یتامیٰ'' قائم فرمایا، جو ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے- تا یہ بے سہارا یتیم بچے پڑھ لکھ کر معاشرہ میں باعزت مقام حاصل کر سکیں-

کمیٹی کفالت یتامیٰ ربوہ اپنے قیام سے لے کر اب تک ۲۱۷ گھرانوں کے ۲۶۰۰ یتامیٰ کی کفالت کا فرض سرانجام دے چکی ہے- اس عرصہ کے دوران ۲۹۹ گھرانوں کے ۱۰۵۰ یتیم بچے صاحب روزگار ہوئے اور بچیوں شادیاں ہو کر اپنے گھروں میں آباد ہو چکی ہیں- اِن میں سے بہت سے بچے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوئے ہیں-

دُنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان بچوں کی تربیتی نگرانی اور راہنمائی بھی کی جاتی ہے اور سال میں ایک یا دو مرتبہ مربیان سلسلہ ان بچوں کے گھروں تک پہنچتے ہیں- اور تربیتی جائزہ لیتے ہیں- اس کام کو اللہ تعالیٰ کارِ خیر قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے-



یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی ط قُلْ اِصْلَاحٌ لَّھُمْ خَیْرٌ-

''یعنی یہ لوگ تجھ سے یتامیٰ کے بارہ میں پوچھتے ہیں- تو کہہ دے کہ ان کی اصلاح بہت اچھا کام ہے-''

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں: ''پھر اس لئے بھی وہ (یتیم) محبت اور حسن سلوک کے مستحق ہوتے ہیں کہ وہ اپنے والدین کے سایۂ عاطفت سے بچپن میں ہی محروم ہو جاتے ہیں- اور اس وجہ سے وہ قوم کی ایک قیمتی امانت ہوتے ہیں- اگر ان کی صحیح نگرانی کی جائے، ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے، ان کو آوارگی سے محفوظ رکھا جائے تو وہ قوم کا ایک مفید وجود بن جاتے ہیں-'' (تفسیر کبیر جلد۲ صفحہ۷)

آج دُنیا میں جماعت احمدیہ ہی ہے جو باقاعدہ ایک نظام کے تحت یتامیٰ کی خبر گیری کر رہی ہے- اس وقت پاکستان میں ۴۵۰ گھرانوں کے ۱۵۰۰ سے زائد بچے حضرت خلیفۃ المسیح کی شفقت کے طفیل کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ ربوہ کی زیر کفالت پرورش پا رہے ہیں- احباب و خواتین کی ایک کثیر تعداد اس کارِ خیر میں حصہ لے کر ثواب حاصل کر رہی ہے- گویا دوسری طرف صاحبِ ثروت احباب کے لئے حصول ثواب کا بہترین ذریعہ ہے- سیکرٹری کمیٹی کفالت یتامیٰ دارالضیافت ربوہ کے نام چیک، ڈرافٹ یا منی آرڈر بھجوا کر اس تحریک میں حصہ لیا جا سکتا ہے-

ایسے احباب یقیناً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے مصداق ہیں کہ: اَنَا وَ کَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّةِ ھٰکَذَا کہ ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں (اکٹھے- دو انگلیوں کا اشارہ کیا-) ہوں گے-'' (مسند احمد بن حنبل)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام کفالت کرنے والوں بلکہ ہر احمدی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنائے- آمین-

مرسلہ: انوار احمد انوار مربی سلسلہ، کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ

—☆—☆—☆—☆—☆—

# تجدیدِ وفا



اس شام کے دھندلے منظر میں اک خوف و حذر کا طوفاں تھا
اس شب کی اندھیری چادر میں اک غم کا سمندر پنہاں تھا

اک سیلِ رواں تھا اشکوں کا باضبط نگاہوں کی جانب
نمناک سی آنکھوں کے پیچھے اندوہ و الم کا طوفاں تھا

اندیشۂ فردا میں ڈوبے دل ہول سے سہمے جاتے تھے
ہر بات کرے، کل کیا ہو گا؟ ہر ذہنِ فہیم گریزاں تھا

اللہ کے گھر پروانوں سے لب ریز ہوئے گل زار بنے
آئیں گی سکینت کی خبریں پروانوں کو اِس کا ایماں تھا

ہونٹوں پہ دعائیں تھیں ہر دم دل صبر کے دامن سے لپٹے
اس حال میں صبر ملا ہم کو' اللہ کا ہم پر احساں تھا

گزریں جو اماوس کی گھڑیاں ایک چاند اُفق میں دَر آیا
اس چاند سے دل مسرور ہوئے ہر فرد کا چہرہ شاداں تھا

وہ چشمۂ حیواں پھر سے کھلا' تجدیدِ وفا کا اِذن ہوا
از راہ کرم مولا نے کیا پورا کہ جو اس کا پیماں تھا

اخترؔ وہ مئے عرفاں اب بھی بٹتی ہے بہ فیض ایم۔ٹی۔اے
اب بھی ہے مہیا کل بھی جو، مشروبِ طہور فراواں تھا

محمد سلیم اخترؔ۔ربوہ

# افغانستان میں عبرانی کتبات کی دریافت

## افغان قوم کا تاریخی، مذہبی اور ثقافتی ورثہ

(۳)

تحریر: مکرم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح

افغانستان کا یہ علاقہ جس میں یہ کتبات دریافت ہوئے ہیں نیز تنگ ازاو کا علاقہ نہایت ہی دشوار گذار ہے جیسا کہ W.B. Henning کے بیان سے معلوم ہوتا ہے اس وادی سے گذرنا ایسا ہی ہے جیسے موت کے منہ میں جانا افسوس ہے کہ اس کے جغرافیائی حالات پر کسی بھی عالم نے روشنی ڈالنے کی زحمت گوارا نہیں کی تاہم W.B.H کے بیانات سے اتنا ضرور واضح ہے کہ یہ انتہائی خطرناک اور دشوار گذار وادی ہے یہی وجہ ہے کہ مینار جام جو کسی زمانہ میں فیروز کوہی سلطنت کا دارالحکومت تھا صدیوں تک لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہا امریکن عالم Fischel نے بھی اپنے آرٹیکل مطبوعہ ۱۹۶۵-۱۹۸۵/JAOS میں اس وادی کو Most unexplored and inaccessible territory of Ghuristan قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ ۱۹۵۷ء میں ایک خصوصی مہم کے دوران فرانسیسی اثری مشن کے ایک رکن Andre Maricg نے اس مینار جام کو دریافت کیا جو بعد میں کتبات کی دریافت کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس وقت میرے سامنے افغانستان کا ایک نقشہ ہے جو جولائی ۱۹۴۸ء میں طبع ہوا اور پھر ۱۹۵۷ء میں نظر ثانی ہوئی اس کے مطابق تنگ ازاو کو جانے کے مختلف راستے نظر آتے ہیں جن میں سے سب سے قریبی مگر مشکل راستہ وہ ہے جو ہرات اور کابل کو کوہ بابا اور بامیان میں سے گذرتے ہوئے ملاتا ہے۔



مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مینار جام کا کچھ تعارف بھی پیش خدمت کر دیا جائے جیسا کہ اس علاقے کا محل وقوع پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ یہ مینار دو ندیوں یعنی جم رود اور ہری رود کے سنگھم پر واقع ہے۔ اس کی پہلی دریافت آندرے میرق نے کی جو French Archaeological Mission برائے افغانستان کے ایک رکن ہیں۔ ۱۹۵۷ء میں جبکہ وہ اس دشوار گذار وادی میں سے ایک خاص مہم لے کر جا رہے تھے تو ان کو اس مینار کا علم ہوا جو کہ ایک نہایت ہی خوبصورت تعمیر تھی۔ اس مینار کی بلندی ۱۹۵ فٹ اور سطح زمین پر اس کی گولائی کا قطر ۲۶ فٹ ہے جب اس پر تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے وقت کا مشہور مینار جام ہے اور اس پر کندہ شدہ ایک کوفی رسم الخط کے عربی کتبے کی عبارت کی روشنی میں اسے غوری بادشاہ سلطان غیاث الدین محمد بن سام نے تعمیر کرایا تھا۔ جس نے غور پر ۱۱۶۳ء سے ۱۲۰۳ء تک حکومت کی تھی اس کی تعمیر پر ایک مفصل نوٹ آندرے میرق نے ۱۹۵۹ء میں لکھا اور اس پر کندہ شدہ کوفی رسم الخط کے کتبات پر پروفیسر G.W. نے تحقیق کی جس سے معلوم ہوا کہ یہ مینار غوری سلطنت کے دارالحکومت فیروز کوہ کے قریب یا اس کے اندر کہیں تعمیر کیا گیا تھا جو ایک قلعہ بند شہر تھا چونکہ یہ مینار دونوں ندیوں کے سنگھم پر پانی کے اندر کھڑا تھا۔ اس لئے اس کی بنیادوں کو پانی کے دباؤ کی وجہ سے خطرہ

لاحق ہو رہا تھا چنانچہ حکومت افغانستان نے اطالوی معمار آندرے برونو کو اس مینار کی حفاظت اور مرمت کے لئے مامور کیا جس نے اس کی حفاظت کے لئے اس کی بنیادوں کے اردگرد ایک چھوٹا سا بند تعمیر کرنے کی تجویز دی اور اس کی حفاظت مکمل کر دی گئی - یہ وہ پس منظر تھا جس کی روشنی میں کتبات غور کی جھلک نظر آئی جو وہاں سے صرف ایک کلومیٹر جانب جنوب گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے تھے - برونو کو ان پتھروں کا غائبانہ تعارف مقامی باشندوں کی زبانی سبز پتھروں کے نام سے حاصل ہو چکا تھا - مگر ان کی دریافت ۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء سے پہلے نہیں ہو سکی -

یہاں ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے - افغانستان میں یہودیوں کی تاریخ کے مطالعہ کرنے والے کو یہ بھی لازم ہے کہ وہ مختلف شہروں یا دیہات وغیرہ کے ناموں کی تحقیق بھی کرے - ایسے نام دیکھنے میں آئے ہیں جو بائبل میں مذکور ناموں سے بہت ملتے جلتے ہیں - مثلاً قادس جو ہرات سے شمال مغرب کی طرف اور قلعہ نو کے جنوب مشرق میں واقع ہے اسی طرح ہرات سے بالکل ساتھ جنوب کی طرف ملحقہ شہر انجیل ہے - اس طرح نجیل نام کا ایک گاؤں جلال آباد کے علاقہ میں واقع ہے - جنوب مغربی افغانستان میں ایک دریا ہاروت رود کے نام سے معروف ہے جو واضح طور پر اسرائیلی نام ہے - اس لحاظ سے خود ہرات اور ہری رود بھی قابل تحقیق ہیں - جلال آباد کے پاس جنوب کی طرف ایک قدیمی جگہ ہدھ کے نام سے مشہور ہے - جس کا ذکر عبدالحیٰ جیسے مورخ افغانستان نے اپنی تصنیف ''افغانستان بعد از اسلام'' جلد اول کے صفحہ ۶۳ ۷ پر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس جگہ ھدہ میں ایک معبد ''معبد جمجمہ'' ہوا کرتا تھا جس کی زیارت فاہیان نے بھی کی تھی - جمجمہ گلگتا یا گلگت کا ہی ترجمہ ہے - اسی طرح موجودہ شہر میمنہ کسی زمانہ میں ''یہودیہ'' کہلاتا تھا جو کسی زمانہ میں (تقریباً دسویں صدی مسیحی) میں گوزگانی سلطنت کا پایہ تخت رہ چکا ہے - یہ چند مثالیں ہیں ورنہ افغانستان، پاکستان، ہندوستان وغیرہ ممالک میں کثرت سے ایسے شہر و دیہات ملیں گے جن سے ملتے جلتے نام بائبل میں موجود ہیں -

افغانستان سے دستیاب ہونے والے یہودو پہلوی کتبات پر جن علماء نے اب تک تحقیق کی ہے - ان کا تعارف بھی ضروری معلوم ہوتا ہے -



۱- اس سلسلہ میں سب سے پہلے Mr. G.Gnoli کا ذکر آتا ہے جو اطالوی آثار قدیمہ کے مشن کے ایک رکن ہیں اور Rome میں رہائش پذیر ہیں - برونو کی اطلاع پر سب سے پہلے انہوں نے ان کتبات سے دنیا کو اپنے ایک مضمون کے ذریعہ سے روشناس کرایا جو East and West کے شمارہ دسمبر ۱۹۶۲ء میں چھپا اس کے بعد بھی ان کی تحقیق جاری رہی تھی حتیٰ کہ ۱۹۶۴ء میں ان کی مکمل تحقیق ایک کتاب کی شکل میں سامنے آئی جس کا عنوان

**"Le Iscrizioni Jiudeo - Persiane Del Gur" (Afganista) in Serie orintale Rome xxx" 1964**

تھا اس میں انہوں نے ۱۶ کتبات کا متن، ان کی قرأت، ان کا ترجمہ اور مختلف تشریحی نوٹس بمعہ کتبات کے اصل فوٹوز جمع کئے ہیں - نولی نے ان کتبات میں صرف تین جگہ پرانے عہد نامے کا حوالہ تسلیم کیا ہے - کتاب اطالوی

زبان میں ہے۔ (اس موضوع پر استاذی المکرّم سید میر محمود احمد صاحب ناصر تحقیق کررہے ہیں)

۲- Eugen Ludwig Rapp جو جرمنی میں Mainz یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ انہوں نے متذکرہ بالا کتاب کی اشاعت کے ایک سال بعد اپنی تصنیف پیش کی جس کا عنوان یہ تھا۔

**Die Judisch Persisch-Hebraschen Inschriften Aus Afghanistan**

جو Muniche میں ۱۹۶۵ء میں چھپی۔ موصوف کو خاکسار نے جب خط لکھا تو انہوں نے کمال شفقت سے اپنی تصنیف بھیج دی۔ جس کے ساتھ مزید دو مضامین بھی تھے۔ جو رسالہ ایسٹ اینڈ ویسٹ میں شائع ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے خط مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۷۰ء میں یہ بھی لکھا کہ اس کتاب میں نوؔلی کی قریباً ایک سو غلطیوں کی تصحیح بھی کی گئی ہے۔ چنانچہ جگہ جگہ انہوں نے نوؔلی کا حوالہ دیا ہے ایک پہلو سے اگر اس کتاب پر تبصرہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

۳- S.M. Stern آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں اور ماہر لسانیات۔ اے دوپانٹ سومر (A. Dopont Sommer) کی تحقیق پر انہوں نے بھی تبصرہ کیا تھا اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے سومر کی اس تحقیق کہ ان کا کتبہ خالص عبرانی ہے کو غلط قرار دیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی دعویٰ کیا کہ کتبہ کی تاریخ ۷۴۹ء غلط ہے۔ مگر اس کے ساتھ اپنی تحقیق بھی تاریخ کے متعلق پیش نہیں کی۔ W.B. Henning جس کا ذکر پہلے بھی گذر چکا ہے، کی کتبات تنگ ازاو کے سلسلہ میں وہ مدد کر چکے ہیں۔



۴- W.B.Henning ان کا زیادہ تعارف کہیں سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ آثار قدیمہ اور قدیم تحریروں اور زبانوں کے ماہر ہیں کتبات تنگ ازاو کے سلسلہ میں ان کا نہایت ہی قیمتی مضمون چھپ چکا ہے۔ جس کا مفصل ذکر انشاء اللہ آئندہ صفحات میں آئے گا۔ تنگ آزاو کے سلسلہ میں انہوں نے بہت محنت کی ہے اور ذاتی دلچسپی لے کر ان کتبات کا مواد بڑی مشکل سے انہوں نے حاصل کیا اور اس پر تحقیق کی۔

۵- (اے دوپانٹ سومر) A. Dupont Sommer جو ایک فرانسیسی مستشرق ہیں آثار قدیمہ خصوصاً قدیم زمانوں کی تحریروں اور زبانوں کے متعلق ان کی اکثر تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ صحائف قمران کے متعلق انہوں نے قابل قدر مساعی انجام دی ہیں۔ افغانستان سے ملنے والے سب سے پہلے عبرانی کتبہ پر تحقیق کرنے کا سہرا انہی کے سر ہے جس میں انہوں نے اس کو خالصۃً عبرانی کتبہ قرار دیا ہے اور اس کی تاریخ ۷۴۹ء قرار دی ہے۔

۶- Walter J. Fischel برکلے یونیورسٹی کیلفورنیا (امریکہ) میں Department of Near Eastern Languages کے رکن ہیں۔ یہودی تاریخ کے بہت بڑے عالم ہیں اور یہودی تاریخ پر بے شمار کتابیں اور رسائل تصنیف کر چکے ہیں۔ Sommer کے کتبہ کی تاریخ جب Stern نے غلط قرار دی اور خود کوئی اس کا حل پیش نہ کر سکے تو فشل کو یہ فخر حاصل ہوا کہ وہ اس کی تاریخ دریافت کریں۔ افغانستان کے کتبات میں بہت دلچسپی لے

رہے ہیں- ان سے بھی خط وکتابت کرنے کا موقع ملا ہے اور میری درخواست پر وہ کتابت سے متعلق مواد بھجوا چکے ہیں- ان کا بڑا کارنامہ Judeo Persion زبان پر متعدد کتب کی تصنیف ہے- ان کے علاوہ بھی بعض علماء ان کتابات میں دلچسپی لے رہے ہیں مگر ان کا ریکارڈ اور تعارف خاکسار کو حاصل نہیں ہوسکا-

کتبات میں درج ہونے والی تاریخیں بھی فی ذاتہ ایک بہت ہی اہم اور قابل غور مسئلہ ہے اور علماء نے اس پر بہت زیادہ بحث اٹھائی ہے-.D.S نے جس کتبہ پر تحقیق کی ہے ان کو اس نے ۷۴۹ء کا ثابت کیا ہے مگر باقی تمام علماء نے اس کی تردید کی ہے اور اس کو ۱۱۹۸ء کا ثابت کیا ہے- اور اس طرح وہ ان نئے دریافت ہونے والے کتبات غور کے سلسلہ کی ایک کڑی بن جاتا ہے- اس طرح Henning نے کتبات تنگ آزاو پر جو بحث کی ہے اس میں ان کو ۷۵۲ء کا ثابت کیا ہے مگر اس پر بھی Rapp نے بحث اٹھائی ہے- اور بعض دلائل کی روشنی میں ان کو ۱۳۰۰ کا ثابت کیا ہے- اسی طرح کتبہ کابل بھی ۱۳۶۵ء کا ثابت کیا ہے گویا تنگ ازاو کے کتبے غور کے کتبوں سے ۸۵ سال بعد کے اور کتبہ کابل سے ۶۵ سال پہلے کے ہیں- علماء کی دلچسپی اس بات میں نظر آتی ہے کہ جتنا بھی ہو سکے ان کتبات کی تاریخوں کو زیادہ سے زیادہ آگے ڈالا جائے بجائے اس کے کہ ان کی تاریخیں پیچھے جائیں- یہ بات تو آگے چل کر مفصل بحث میں کھلے گی- (انشاء اللہ) کہ ان کے دلائل کس حد تک وزنی ہیں- مگر بظاہر علماء کا زیادہ تر رجحان اسی طرف ہے کہ ان کتبات کو زمانہ قریب کی طرف لایا جائے- حالانکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہودی لوگ صرف بعد کی صدیوں میں بھی افغانستان میں آ کر رہائش پذیر ہوئے تھے- تاریخ سے بھی پتہ چلتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اچھی طرح کھول کر واضح کر دیا ہے کہ یہودی مسیح سے بھی بہت عرصہ قبل ان علاقوں تک پہنچ گئے تھے اور اس طرح جیسا کہ میں پہلے بھی حوالہ دے آیا ہوں- G.Gnoli نے بھی اس امر کا اظہار کیا ہے کہ غالباً یہودی قبائل افغانستان میں اس سے بھی (یعنی پانچویں صدی مسیحی سے) قبل قدیم ترین زمانوں سے موجود تھے- اور تاریخ بھی اس امر کی گواہی دیتی ہے کہ یہودی لوگ بہت پہلے سے ان علاقوں میں منتشر ہو چکے تھے اس لئے اگر ان کتبات کی تاریخ بالفرض پیچھے چلی بھی جائے تو اس سے کوئی خاص حرج نہیں واقع ہوتا- تنگ ازاو کتبات پر جو Rapp نے بحث اٹھائی ہے- اس سے میرا تاثر یہی ہے کہ وہ اس بات پر بہت مصر ہے کہ کس طرح اس بعد زمانی کو (یعنی ۷۵۲ سے ۱۳۰۰ تک کے ساڑھے ۵ سو سال کے فرق کو) دور کیا جائے اور وہ اس کو کسی نہ کسی طرح کھینچ تان کر ۱۳۰۰ء تک لے ہی آتا ہے اور ان کو بھی غور کے کتبات کی صف میں شامل کر دیتا ہے- چنانچہ وہ اس امر کا اظہار کئے بغیر بھی نہیں رہ سکا اور لکھتا-

If Henning's date 753 were correct, there would run an interval of 362 years upto the first epigraph of Jam. i.e. 1115.

یعنی اگر ہم Henning کی تاریخ ۷۵۳ء صحیح سمجھ لیں تو غور سے دریافت ہونے والے کتبوں میں سے سب سے پہلے کتبے کی تاریخ ۱۱۱۵ء تک ۳۶۲ سال کا وقفہ پڑ جاتا ہے- (جو Rapp کے نزدیک بالکل نہیں ہونا چاہئے) بہر حال تاریخوں کا تعین بھی ایک نہایت ہی اہم معاملہ ہے جس کے بغیر یہودی تاریخ پر صحیح روشنی نہیں ڈالی جاسکتی-

ماہنامہ

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

# انصار اللہ

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

اخاء ۱۳۸۲ ہش- اکتوبر ۲۰۰۳ء

جلد نمبر ---------------------- ۴۴

شمارہ نمبر ---------------------- ۱۰




اس شمارہ میں



اس شمارہ میں جلسہ سالانہ انگلستان ۲۰۰۳ء کے فوٹوز مکرم شاہد احمد عباسی صاحب فرینکفرٹ جرمنی نے بھجوائے ہیں- جزاہ اللہ تعالیٰ




پبلشر: عبدالمنان کوثر پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت
دفتر ماہانہ انصار اللہ
دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

ڈیزائن و کمپوزنگ
صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)
سالانہ ---------------- ایک سو روپے
قیمت فی پرچہ ---------------- دس روپے

## جیل کی کال کوٹھڑی میں

# قبولیتِ دعا

از: چوہدری عبدالستار صاحب، اوکاڑہ



سال ۲۰۰۲ء کی یہ دلگداز داستان ہے جب ۲۹۸-سی کے تحت سنٹرل جیل ساہیوال کی جس قصوری چکی (دہشت ناک کوٹھڑی) میں بند ہوا- وہاں ۳ سمگلر ہیروئن کے، اُن کا ساتھی کارڈرائیور اور ایک ڈاکو پہلے سے بند تھے- کارڈرائیور بہت پریشان رہتا تھا- روتا رہتا تھا کہ میں بے گناہ مارا گیا ہوں جبکہ انہوں نے کارکرایہ پر حاصل کی تھی اور مجھے کوئی علم نہ تھا کہ یہ کیا کاروبار کرتے ہیں-

جیل کی جس کوٹھڑی میں جاؤ- وہاں پہلے سے موجود قیدی آنے والے نئے قیدی سے پہلا سوال یہی کرتے ہیں کہ کس دفعہ میں آئے ہو اگر اُس دفعہ کا اُن کو نہ پتہ ہو تو الزام کی تفصیل بتانی پڑتی ہے- میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا یہ دفعہ اُن کی سمجھ سے بالاتر تھی- اِس لئے مجھے اپنے پر لگا الزام خود ہی بتانا پڑتا تھا- قیدی اپنا جرم بتانے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے تھے- بلکہ بڑے فخر سے بتاتے تھے- یہ سبھی پنجوقتہ نماز پڑھتے تھے- ایک دن میں نے اُن سے پوچھا کہ آپ اس قسم کا کام کرتے ہیں اور ساتھ ہی نمازیں بھی بہت پڑھتے ہیں اُن کی طرف سے اُن کا لیڈر بولا کہ نماز پڑھنا ہمارا دین ہے اور وہ ہمارا پیشہ ہے اور اس کام میں ہمیں بہت محنت کرنی پڑتی ہے- تب جا کر روزی نصیب ہوتی ہے- ان چکیوں میں بند قیدیوں کو ایک گھنٹہ صبح اور ایک گھنٹہ شام مقررہ وقت پر چھوڑا جاتا ہے تاکہ وہ چکیوں سے باہر آ کر ٹہل لیں- ایک دن مجھے اس نے بتایا کہ فلاں چکی میں جو قیدی بند ہے اس پر بھی یہی دفعہ لگی ہوئی جو آپ پر لگی ہے میں بہت خوش ہوا چلو ایک ساتھی تو ملا- اگلی صبح چھٹی پر میں اس کی چکی پر گیا- وہ ابھی سو رہا تھا میں نے جنگلے والے دروازے ہی سے **السلام علیکم** ایک دو دفعہ کہا وہ جاگ پڑا میں نے پوچھا کیا آپ احمدی ہیں وہ کچھ تفصیل بتانے لگا جس سے میں اندازہ کر لیا کہ وہ احمدی نہ ہے وہ ایک پروفیسر تھے انہوں نے بتایا کہ ''اُن پر عیسائی ہونے کا الزام ہے جب کہ میں مسلمان ہوں'' یہ سنتے ہی میں واپس آ گیا- مجھے وہاں سے نکلتے سبھی نے دیکھا جو وہاں ٹہل رہے تھے-

بس پھر کیا تھا سب کی نظریں میرا تعاقب کر رہی تھیں- دیگر قیدیوں نے میرے ساتھیوں سے پوچھا کہ چکی میں بند یہ صاحب کون ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ مرزائی ہیں بس پھر کیا تھا ان پر زور دیا گیا کہ نکلواسے اپنی چکی سے- اور فلاں چکی میں بھجواؤ جہاں بجلی ہے اور نہ پنکھا- نگران چکی بھی کچھ متاثر نظر آتا تھا اسے اس بارے میں راضی کر لیا گیا تھا- عصر کی نماز ادا کرنے کے لئے میں وضو کر کے فارغ ہی ہوا تھا کہ اس چکی میں جانے کا حکم ملا- میں نے اپنا تھیلا اٹھا لیا- نگران نے جنگلے دار دروازہ کھولا اور مجھے اس چکی میں دھکیل کر دروازہ بند کر دیا-

وہاں کیا تھا- وہاں بجلی بھی نہ تھی البتہ کونے میں پانی کی ٹوٹی تھی جو فلش میں ہوتی ہے جس کی دو (بقیہ صفحہ ۱۳۱ پر)

بسلسلہ امتحان سہ ماہی چہارم

# ''معیار المذاہب''

تلخیص: مکرم فضل احمد شاہد صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''معیار المذاہب'' کے عنوان سے ایک مختصر کتاب تصنیف فرمائی جس میں بنیادی طور پر دینِ حق، عیسائیت اور ہندوازم کا موازنہ کر کے دین حق کو اعلیٰ اور ارفع دین کے طور پر پیش فرمایا ہے۔ نیز گورنمنٹ انگریزی کے احسانوں کا تذکرہ کرتے ہوئے پرحکمت مگر کھلے لفظوں میں عیسائی مذہب پر کاری ضرب بھی لگائی ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔



**گورنمنٹ انگریزی:** گورنمنٹ انگریزی کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں: ''اس گورنمنٹ نے نہ صرف اشاعت کتب اور اشاعت مذہب میں ہر یک قوم کو آزادی دی بلکہ خود بھی ہر یک فرقہ کو بذریعہ اشاعت علم وفن کے مدد دی'' (صفحہ۳)

گورنمنٹ انگریزی پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ عجیب بات ہے کہ علمی ترقی سے مکر اور فریب کی ترقی معلوم ہوتی ہے۔ اور اصل حق کو ناقابل برداشت وساوس کا سامنا ہے۔ ایمانی سادگی بہت گھٹ گئی ہے اور فلسفیانہ خیالات نے جن کے ساتھ دینی معلومات ہمقدم نہیں ہیں ایک زہریلا اثر نو تعلیم یافتہ لوگوں پر ڈال رکھا ہے جو دہریت کی طرف کھینچ رہا ہے اور واقعی نہایت مشکل ہے کہ اس اثر سے بغیر حمایت دینی تعلیم کے لوگ بچ سکیں۔ پس وائے برحال اس شخص کے جو ایسے مدرسوں اور کالجوں میں اس حالت میں چھوڑا جو دہریت کی طرف کھینچ رہا ہے اور واقعی نہایت مشکل ہے کہ اس اثر سے بغیر حمایت دینی تعلیم کے لوگ بچ سکیں۔ پس وائے برحال اس شخص کے جو ایسے مدرسوں اور کالجوں میں اس حالت میں چھوڑا گیا ہے جب کہ اس کو دینی معارف اور حقائق سے کچھ بھی خبر نہیں'' (صفحہ۳-۴)

اس تسلسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور فرماتے ہیں: ''اگر یہ سوال ہو کہ پھر ایسی مہذب اور دانا گورنمنٹ ایسے مذہب سے کیوں تعلق رکھتی ہے جس میں انسان کو خدا بنا کر سچے خدا کے بدیہی اور قدیم اور غیر متغیر جلال کی کسرشان کی جاتی ہے۔ تو افسوس کہ اس سوال کا جواب بجز اس کے کچھ نہیں کہ سلاطین اور سلوک کو جو ملک داری کا خیال واجبی حد سے بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا تدبر اور تفکر کی تمام قوتیں اسی میں خرچ ہو جاتی ہیں اور قومی حمایت کی مصلحت آخرت کے امور کی طرف سر اُٹھانے نہیں دیتی اور اسی طرح ایک مسلسل اور غیر منقطع دنیوی مطالب کے نیچے دب کر خداشناسی اور حق جوئی کی روح کم ہو جاتی ہے۔'' (صفحہ۵)

**سچا مذہب:** حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سچے مذہب کی علامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''سچے مذہب کی یہ ایک بڑی نشانی ہے کہ قبل اس کے جو ہم اس کی سچائی کے دلائل بیان کریں۔خود وہ اپنی ذات میں ہی ایسا روشن اور درخشاں ہوتا ہے کہ اگر دوسرے مذاہب اس کے مقابل پر رکھے جائیں تو وہ سب تاریکی میں پڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اس دلیل کو اس وقت ایک دانشمند انسان صفائی سے سمجھ سکتا ہے۔'' (صفحہ ۶)

**آریہ مذہب:** حضرت بانی سلسلہ احمدیہ آریہ مذہب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''آریہ مذہب کا ایک ایسا خدا ہے جس کی خدائی کا اپنی ذاتی قوت اور قدرت پر چلنا غیر ممکن ہے اور اس کی تمام اُمیدیں ایسے وجودوں پر لگی ہوئی ہیں جو اس کے ہاتھ سے پیدا نہیں ہوئے۔حقیقی خدا کی قدرتوں کا انتہا معلوم کرنا انسان کا کام نہیں مگر آریوں کے پرمیشر کی قدرت انگلیوں پر گن سکتے ہیں۔وہ ایک ایسا کم سرمایہ پرمیشر ہے کہ اس کی تمام قدرتوں کی حد معلوم ہو چکی ہے اور اگر اس کی قدرتوں کی بہت ہی تعریف کی جائے تو اس سے بڑھ کر کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اپنے جیسی قدیم چیزوں کو معماروں کی طرح جوڑنا جانتا ہے۔'' (صفحہ ۷)



''اگر یہی بات صحیح ہے کہ ارواح اور ذرات اجسام معہ اپنی تمام قوتوں اور کششوں اور خاصیتوں اور عقلوں اور ادراکوں اور شعوروں کے خود بخود ہیں تو پھر ایک عقل سلیم ان چیزوں کے جوڑنے کیلئے کسی دوسرے شخص کی ضرورت نہیں سمجھتی۔'' (صفحہ ۸)

آریہ لوگ اپنے پرمیشر کی نسبت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ہر صورت میں انسانی غلطیوں کی انسانوں کو سزا دے گا اور اس میں بخشش اور معافی کا مادہ نہیں ............ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا: ''ان کے نزدیک ہر یک گناہ کروڑ ہا جونوں کا موجب ہے اور جب تک کوئی گنہگار بے انتہاء جونوں میں پڑ کر پوری سزا نہ پالے۔تب تک کوئی صورت مخلصی نہیں اور ان کے عقیدہ کی رُو سے یہ اُمید بالکل بے سود ہے کہ انسان کی توبہ اور پشیمانی اور استغفار اس کے دوسرے جنم میں پڑنے سے روک دے گی۔یا حق کی طرف رجوع کرنا گزشتہ ناحق کے اقوال واعمال کی سزا سے اُسے بچالے گا بلکہ بے شمار جونوں کا بھگتنا ضروری ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتا اور کرم اور جود کے طور پر کچھ بخشش کرنا تو پرمیشر کی عادت ہی نہیں۔'' (صفحہ ۹)

**عیسائیت:** حضرت مسیح موعودؑ نے اس کتاب میں بار بار عیسائیوں کے فرضی خدا کا ذکر فرمایا ہے اور عیسائی حضرات کو بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ عاجز انسان کو خدا بنائے بیٹھے ہیں۔اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں: ''بیچارے عیسائی جب سے ابن مریم کو خدا بنا بیٹھے ہیں بڑی بڑی مصیبتوں میں پڑے ہوئے ہیں کوئی ایسا دن نہیں ہوگا کہ خود انہیں کی روح ان کے اس اعتقاد کو نفرت سے نہیں دیکھتی ہوگی۔'' (صفحہ ۱۸)

کفارہ کے بداثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور نے یورپ کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے: ''یورپ میں حرام

کاری کا اس قدر زور ہے کہ خاص لنڈن میں ہر سال ہزاروں حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں اور اس قدر گندے واقعات یورپ کے شائع ہوتے ہیں کہ کہنے اور سننے کے لائق نہیں- شراب خواری کا اس قدر زور ہے کہ اگر ان دوکانوں کو ایک خط مستقیم میں باہم رکھ دیا جائے تو شاید ایک مسافر کی دو منزل طے کرنے تک بھی وہ دوکانیں ختم نہ ہوں- عبادات سے فراغت ہے اور دن رات سوا عیاشی اور دنیا پرستی کے کام نہیں-'' (صفحہ ۲۷)

**دین حق**: عیسائیت اور ہندومت کا ذکر کرنے کے بعد حضرت اقدس نے دین حق کا ذکر فرمایا ہے- آپ فرماتے ہیں:

''اس مذہب کی خدا شناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے- اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر ان کے سارے تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائیں تب بھی وہ خدا جس کی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے آئینہ قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئے گا اور اس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر یک ذرہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دے گی-'' (صفحہ ۲۸)



۴۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب بہت جامع رنگ میں تین مذاہب کے موازنے پر روشنی ڈالتی ہے لیکن ماموز زمانہ کی کتب کا مطالعہ کوئی ایک فائدہ تو نہیں دیتا............ جو ان کتب میں گم ہو کر............ ان کے عشق میں مست اور دیوانے ہو کر ان کتابوں کو پڑھیں گے وہ ہر چھوٹی سے چھوٹی کتاب سے جواہرات حاصل کریں گے-

---

(بقیہ از صفحہ ۲۸) دیواریں کچھ اتنی اونچی ہوتی ہیں کہ بیٹھا آدمی نظر نہ آئے- وہاں میرے ساتھ بھنگی، چرسی اور نشئی لگتے تھے- سگریٹ کے کش پر کش لگ رہے تھے دھواں ہی دھواں تھا- میں بہت پریشان تھا- آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا والی بات تھی میرے ساتھ چکی میں بند ہیروؤن کا سمگلر ایک دن کہہ رہا تھا میں تو ایک ہفتہ میں رہائی ہو جاؤں گا میری سفارش لگ چکی ہے جب کہ عبدالستار کے تو رہائی میں دو ہفتے لگ جائیں گے کیونکہ ان کی تو ملاقات کرنے بھی کوئی نہیں آتا مگر میرے اللہ نے میری بہت جلد سن لی- میں نے ماحول کا جائزہ لے کر عصر کی نماز شروع کر دی نماز میں اپنے رب سے بہت دعا کی کہ اے اللہ مجھے اس عذاب سے بچا میں تو یہاں گھٹن سے مر جاؤں گا- پہلی چکی میں تو بجلی اور پنکھے کی سہولت تھی- وہاں کے قیدی بھی میرے کچھ واقف ہو گئے تھے- میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کر رہا تھا نماز سے فارغ ہی ہوا تھا کہ باہر آواز آئی کہ قیدی عبدالستار 298/C والا کون ہے باہر آ جائے اس کی رہائی ہو گئی ہے میں نے اللہ کا شکر ادا کیا- مجھے چکی سے باہر نکالا گیا ضروری کارروائی کے بعد رہائی ہوئی جیل سے باہر آیا- رکشہ کی تلاش میں تیز تیز چل رہا تھا کہ مجھے کسی نے پیچھے سے پکڑ لیا- دیکھا تو میرے مہرباں میاں مبارک احمد صاحب ضلعی سیکرٹری مال اوکاڑہ تھے جو مجھے پکڑے ہوئے دوسرے احباب کے پاس لے آئے احباب نے رہائی کی مبارک دی بہت خوشی کا اظہار فرمایا امیر صاحب ضلع بیت الذکر اوکاڑہ لے آئے وہاں خاکسار کے اعزاز میں دعوت دی جس میں یہ سبھی احباب شامل ہوئے- اگلی صبح حویلی لکھا اپنے گھر آیا کسی نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی (میرے اہل و عیال احمدی نہیں اور سخت مخالف ہیں) البتہ کھانا پیش کر دیا گیا یہ تھی جیل سے میری رہائی کی داستان جب میری دعا کو بہت جلد قبولیت کا شرف حاصل ہوا- الحمد للہ

# اشارے



چارہ گروں کی تدبیر نہ کر پائیں گے
دل کے بیمار مگر پھر بھی گزر جائیں گے

جن کو پہچان نہیں اپنے مسیحا کی ابھی
ایسے بیمار بھلا! خاک شفا پائیں گے

سرفروشی کی تمنا ہے ہمارے دل میں
طوق و زنجیر سے ہم کس لئے گھبرائیں گے

آج دیکھیں گے ترے حوصلے اے جانِ جہاں
سربکف ہو کے ترے کوچہ میں ہم آئیں گے

غرب میں پہنچیں گے جب ساقی کوثر کے غلام
ساغر و مینا بھی تعظیم سے جھک جائیں گے

جب اذاں دیں گے وہ تثلیث کے ایوانوں میں
خوف سے کنگرے کلیسا کے بھی تھرّائیں گے

مُژدہ وہ وقت کہ جب اپنے چمن کو شبّیر
اپنے محبوب کے قدموں میں اٹھا لائیں گے

پھر نئی شان سے نکلیں گے بہاروں کے جلوس
سرمدی نغمے فضاؤں میں بکھر جائیں گے

چوہدری شبیر احمد سلمان

بلاتبصرہ



# اسرائیل کیسے قائم ہوا

روزنامہ جنگ لاہور کے وقائع نگار انجنئیر نوید احمد کا "اسرائیل" کے ماضی و حال پر ایک بصیرت افروز کالم شائع ہوا ہے جسے بلا تبصرہ ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے

''اسرائیل کا قیام ۱۴رمئی ۱۹۴۸ء کو عمل میں آیا۔ ۲۵راکتوبر ۱۹۴۷ء کو جب کہ ابھی قیام اسرائیل کے منصوبے کو پیش کیا جا رہا تھا بانی پاکستان قائداعظم نے رائٹر نیوز ایجنسی کے نمائندے کو انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا:

''فلسطین کے بارے میں ہمارے موقف کی وضاحت اقوام متحدہ میں پاکستانی وفد کے سربراہ چوہدری ظفراللہ خان نے کر دی ہے۔ مجھے اب بھی یہ امید ہے کہ تقسیم (فلسطین) کا منصوبہ مسترد کر دیا جائے گا ورنہ ایک خوفناک چپقلش کا شروع ہونا ناگزیر اور لازمی امر ہے۔ یہ چپقلش صرف عربوں اور منصوبہ تقسیم نافذ کرنے والوں کے درمیان نہ ہوگی بلکہ پوری اسلامی دنیا اس فیصلے کے خلاف عملی بغاوت کرے گی کیوں کہ ایسے فیصلے (اسرائیل کے قیام) کی حمایت نہ تاریخی اعتبار سے کی جاسکتی ہے اور نہ ہی سیاسی اور اخلاقی طور پر۔ ایسے حالات میں پاکستان کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا کہ عربوں کی مکمل اور غیر مشروط حمایت کرے اور خواہ مخواہ کے اشتعال اور دست درازیوں کو روکنے کے لئے جو کچھ اس کے بس میں ہے، پورے جوش و خروش اور طاقت سے بروئے کار لائے۔''

یہود کا اولین مسکن ارضِ فلسطین تھا۔ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے حضرت یوسفؑ کو جب مصر میں ایک مقتدر منصب حاصل ہو گیا تو یہود فلسطین سے ہجرت کر کے مصر منتقل ہو گئے۔ تقریباً چار سو سال بعد حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں یہود مصر سے ہجرت کرتے صحرائے سینا میں آ گئے۔ صحرائے سینا میں ان پر اللہ تعالیٰ نے من و سلویٰ، بادلوں کے مسلسل سائے اور ایک چٹان سے پانی کے بارہ چشمے جاری کر کے مادی انعامات کئے اور تورات کی صورت میں ہدایت یعنی روحانی نعمت بھی عطا فرمائی۔ اس وقت ارضِ فلسطین پر ایک مشرک قوم ''عمالقہ'' قابض تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے یہود کو جہاد کا حکم دیا تا کہ ارضِ فلسطین کو عمالقہ سے آزاد کرایا جائے اور وہاں تورات کی تعلیمات پر مبنی عادلانہ نظام قائم کیا جائے۔ یہود نے جہاد سے انکار کر دیا اور سزا کے طور پر انہیں چالیس سال تک صحرا میں بھٹکنے کی سزا دی گئی۔ بعد ازاں حضرت یوشع بن نونؑ کی قیادت میں یہود کی صحرا میں پل کر جوان ہونے والی نسل نے جہاد کیا اور فلسطین پر قبضہ کر لیا۔ یہ قبضہ عارضی ثابت ہوا اور مشرکین نے کچھ عرصہ بعد یہود کو فلسطین سے نکال باہر کیا۔ اب یہود نے حضرت طالوت کی قیادت میں منظم ہو کر دوبارہ مشرکین سے جہاد کیا اور ۱۰۲۰ ق۔م۔ میں پہلی بار فلسطین پر یہود کی مضبوط حکومت قائم ہو گئی۔ حضرت طالوت کے بعد حضرت داؤدؑ اور پھر حضرت سلیمانؑ منصبِ خلافت پر مامور ہوئے۔ حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی تعمیر فرمایا جسے یہود کا قبلہ قرار دے دیا گیا۔ اس سے قبل تمام انبیاء کا قبلہ خانہ کعبہ تھا۔ حضرت سلیمانؑ کے بعد یہود میں اختلافات پیدا ہو گئے اور فلسطینی ریاست دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی۔ شمالی ریاست کا نام اسرائیل تھا اور جنوبی ریاست کا نام یہودا۔

اسرائیل پر ۷۲۱ قبل مسیح میں ایک مشرک قوم آشوریوں نے قبضہ کرلیا اور یہودا کو ۵۸۷ ق-م- میں بابل کے فرمانرواں بخت نصر نے تباہ کردیا- بخت نصر نے حضرت سلیمانؑ کی قائم کردہ مسجد ہیکل سلیمانی کو شہید کردیا یہود کی ایک بڑی تعداد کو قتل کردیا اور بقیہ کو بابل میں لے کر جا کر قید کردیا- تقریباً ۱۵۰ برس بعد ایران کے بادشاہ کیخسر و نے (جنہیں قرآن ذوالقرنین کہتا ہے) یہود کو بابل سے آزاد کرالیا- یہود دوبارہ ارضِ فلسطین پر آئے اور حضرت عزیرؑ کی قیادت میں دوبارہ منظّم ہوئے- ہیکل سلیمانی دوبارہ تعمیر کیا گیا- اس کے بعد یہود یونانیوں کے ساتھ مسلسل برسرِ پیکار رہے تا آنکہ ۱۷۵ قبل مسیح میں یہود کو فیصلہ کن کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے ایک عظیم سلطنت قائم کی جو تاریخ میں ''مکابی سلطنت'' کے نام سے مشہور ہے- حضرت عیسیٰؑ کی آمد پر یہود کی اکثریت نے ان کی نبوت کو تسلیم نہ کیا اور ان کے پیش کردہ معجزات کو جادو قرار دیا- جادو کرنا چونکہ شریعت میں کفر ہے- لہٰذا حضرت عیسیٰؑ کو مرتد قرار دے کر سزا کے طور پر سولی دینے کی کوشش کی- یہود کے اس جرم کی سزا یہ ملی ۷۰ء میں رومیوں نے ارضِ فلسطین پر قبضہ کرلیا ہیکل سلیمانی کو دوسری بار شہید کردیا- یہود کی ایک بڑی تعداد کو قتل کیا اور بقیہ کو ارضِ فلسطین سے جلاوطن کردیا- رومی ریاست نے بعد ازاں بحیثیت مجموعی عیسائی مذہب اختیار کرلیا- حضرت عمر فاروقؓ کے زمانے میں جب مسلمانوں نے بیت المقدس پر حملہ کیا تو عیسائیوں نے پرامن طور پر ایک معاہدے کے نتیجے میں بیت المقدس مسلمانوں کے حوالے کردیا- معاہدے میں عیسائیوں نے طے کرایا کہ یہود بیت المقدس میں آباد نہ ہوسکیں گے، البتہ انہیں یہاں آکر اپنے مقدس مقامات کی زیارت کی اجازت ہوگی- مسلمانوں کے دورِ حکومت میں اس معاہدے پر عمل جاری رہا- آخری عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید خان کو یہود نے اس شرط پر بڑے مالی تعاون کی پیشکش کی کہ وہ یہود کو بیت المقدس میں آباد ہونے کی اجازت دے دیں- سلطان عبدالحمید نے اس پیشکش کو مسترد کردیا- جب بیت المقدس پر برطانیہ کا قبضہ ہوا تو ۱۹۱۷ء میں اعلان بالفور کے ذریعے یہود نے بیت المقدس میں آباد ہونے کی اجازت حاصل کرلی- یہود نے فلسطینیوں سے منہ مانگے داموں جائیدادیں خریدیں اور جنہوں نے اپنی جائیدادیں فروخت کرنے سے انکار کیا انہیں (برطانوی حکومت کے زیرِ سرپرستی) زبردستی بے دخل کردیا گیا- دستاویزات کے ذریعے ثابت کیا گیا کہ فلاں جائیداد دو ہزار سال قبل ہمارے فلاں بزرگ کے نام تھی جس پر آج کوئی فلسطینی قابض ہے- برطانوی حکومت نے اس طرح کے دعوے قبول کئے اور یوں یہود فلسطین میں آباد ہوتے چلے گئے- یہ دھاندلی مسلسل جاری رہی، یہود کو باہر سے لاکر فلسطین میں آباد کیا جاتا رہا جب کہ انہیں اٹھارہ سو برس قبل یہاں سے نکال دیا گیا تھا اور بالآخر برطانیہ اور امریکہ کی ملی بھگت سے ۱۹۴۸ء میں ایک یہودی ریاست اسرائیل کے نام سے قائم کردی گئی- یہودیوں کو جب برطانیہ کے زیرِ سرپرستی فلسطین میں ناجائز طور پر آباد کیا جارہا تھا تو اس پر اقبال نے کہا تھا:

ہے ارضِ فلسطین پہ یہودی کا اگر حق
اسپین پہ کیوں حق نہیں پھر اہلِ عرب کا

اسرائیل کے اس طرح قیام کو کوئی بھی باضمیر انسان نہ جائز قرار دے گا اور نہ ہی تسلیم کرے گا، یہاں تک کہ یہود کے خالصتاً مذہبی عناصر بھی اسرائیل کے اس طرح سے قیام کو جائز نہیں سمجھتے- معروف یہودی اسکالر ڈاکٹر ایلمر بلجر نے اپنے مقالے ''کیا اسرائیل بائبل کی پیشگوئیوں کی تکمیل ہے'' میں لکھا ہے کہ:

(بقیہ صفحہ ۴۵ پر)

# یوم تحریک جدید ۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء

امراء وصدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ مجلس مشاورت ۱۹۹۱ء کے فیصلہ کی تکمیل میں سال رواں کا دوسرا ''یوم تحریک جدید'' مورخہ ۳/اکتوبر ۲۰۰۳ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے جس میں احباب جماعت کو مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔ اس موقع پر امراء وصدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے مطالبات کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔

خطبات جمعہ میں تحریک جدید کے مطالبات اور ان کی حکمت عملی بیان کی جائے۔ اس دن خصوصیت کے ساتھ تحریک جدید کے ذریعہ جماعت پر ہونے والے انعامات وافضال الٰہیہ کا احباب کے سامنے ذکر کیا جائے۔

حسب ذیل چند مطالبات تحریک جدید پر خصوصی روشنی ڈالی جائے:



(۱) احباب سادہ زندگی بسر کریں۔ لباس کھانے اور رہائش میں سادگی اختیار کریں۔ (۲) والدین اپنی اولاد کو خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ (۳) رخصت کے ایام خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ (۴) اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ (۵) جو لوگ بے کار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا کام جو بھی مل سکے کر لیں۔ (۶) قومی دیانت کا قیام کریں۔ (۷) حسب استطاعت مالی قربانی کرنے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی جائے۔ (۸) مقاصد تحریک جدید کے لئے خاص دعا کریں۔

نوٹ: اگر کسی وجہ سے ۳/اکتوبر کو ''یوم تحریک جدید'' نہ منایا جا سکتا ہو تو حالات کے مطابق یوم تحریک جدید منایا جائے اور اس کی رپورٹ سے دفتر کو مطلع کیا جائے۔ (وکیل الدیوان۔ تحریک جدید ربوہ)

---

(بقیہ از صفحہ ۳۴)

''یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کوئی پکا مذہبی یہودی یہ نہیں مانتا کہ موجودہ اسرائیلی ریاست اس طریقہ عمل سے وجود میں آئی ہے جو بائبل کے احکامات سے ذرہ بھر بھی مطابقت رکھتا ہو۔''

بلاشبہ حق، عدل اور انصاف کا کوئی اصول اسرائیل کے قیام کی پشت پر نہیں ہے۔ اب اگر ہم اسرائیل کو تسلیم کرنے کی بات کرتے ہیں تو گویا یہ ایک ظلم اور دھاندلی کو سند عطا کرنے کا عمل ہے۔ ابن الوقتی تقاضا ہے کہ وقت کی سُپر پاور امریکہ کے دباؤ میں آ کر اسرائیل کو تسلیم کر لیا جائے لیکن اصول پرستی کا تقاضا ہے کہ استحصال اور جبر کے سامنے ہرگز گردن نہ جھکائی جائے۔ فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے! (بشکریہ روزنامہ جنگ لاہور ۳/ستمبر ۲۰۰۳ء)

# سرطان یا کینسر (Cancer)

از: ڈاکٹر محمد اشرف صاحب فضل عمر ہسپتال ربوہ



(سرطان یا کینسر کے بارہ میں ذہن میں ابھرنے والے بعض سوالات کے جوابات جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے دئیے ، ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں)

**سرطان یا کینسر کیا ہے؟:** ہمارا جسم مختلف قسم کے خُلیات (Cells) سے بنا ہے۔ جسمانی نشوونما کے لئے پرانے خلیات کی جگہ نئے خلیات لیتے ہیں اور یہ عمل ایک خاص تنظیم اور ضرورت کے مطابق انسان کی زندگی کے دوران جاری رہتا ہے۔ اور کسی بھی قسم کے خلیات کی افزائش ضرورت سے زیادہ نہیں ہوتی۔

سرطان یا کینسر ایک ایسی بیماری ہے جس میں خلیات کی پیدائش اور افزائش کا یہ نظام قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔ اور ناقص خلیات بلا روک ٹوک اپنی تعداد نقصان دہ حد تک بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ ناقص خلیات بافتوں کے گولوں یا ابھاروں کی صورت میں بنتے ہیں اور ہم انہیں رسولی یا ٹیومر (Tumour) کہتے ہیں۔ رسولیاں دو طرح کی ہوتی ہیں ایک معصوم (Benign) اور دوسری جڑوں والی (Malignat)

معصوم قسم کی رسولیاں اردگرد دباؤ ڈال کر جسمانی نظام میں خلل ڈال سکتی ہیں اور انہیں سرجری کے ذریعہ جسم سے نکالا جا سکتا ہے لیکن یہ از خود ملحقہ بافتوں میں نہیں پھیلتیں اور اکثر زندگی کے لئے بھی خطرہ نہیں بنتیں۔

لیکن جڑوں والی رسولیاں اردگرد کی بافتوں پر دباؤ ڈالتی ہیں ان پر حملہ آور ہو کر ان میں سرایت کر جاتی ہیں اور صحت مند خلیات کو تباہ کر دیتی ہیں۔ ایسے سرطان کے خلیات رسولی سے ٹوٹ کر علیحدہ ہوتے ہیں اور خون کی نالیوں یا لمفاوی نالیوں کے ذریعہ جسم کے دوسرے حصوں میں پھیل کر وہاں ثانوی رسولیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ کچھ اقسام کا سرطان بڑی تیزی سے بڑھتا اور پھیلتا ہے جب کہ بعض دوسری اقسام میں بڑھنے کی رفتار سُست ہوتی ہے یہ عمل کئی سال کا عرصہ لے سکتا ہے۔

عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ کینسر پیدا ہونے کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ یہ ڈرنے کی بات نہیں۔ بلکہ 40 سال کے بعد اپنی صحت کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے اور زیادہ باقاعدگی سے اپنا طبی معائنہ کرواتے رہنا چاہیئے۔

اسلام نے لغویات سے اجتناب، اعتدال پر قائم رہنے، صفائی ستھرائی، فطری اور قدرتی نعماء سے مستفید ہونے اور ہر مشکل یا مصیبت سے بچاؤ کے لئے دعائیں کرتے رہنے کی جو عظیم الشان تعلیم دی ہے اس پر عمل پیرا ہو کر ہم کافی حد تک ایسی خطرناک بیماریوں اور ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

**سرطان یا کینسر کے خدشات؟** مندرجہ ذیل اشاروں یا علامتوں میں سے کوئی بھی علامت محسوس ہو تو فوراً اپنے معالج سے مشورہ کرنا چاہیئے ☆ جسم کے کسی حصے یا چھاتی میں گلٹی کا بننا ☆ ایسا زخم جو مناسب وقت گزرنے کے بعد بھی ٹھیک نہ

ہو۔ ☆ جسم کے کسی حصے سے غیر معمولی خون یا رطوبت کا اخراج ☆ پیشاب اور پاخانے کی عادات میں تبدیلی ☆ ہاضمے کی خرابی یا نگلنے میں دشواری ☆ ہلکی خشک کھانسی یا آواز کا بیٹھ جانا ☆ جسم پر کسی تل وغیرہ کی شکل اور رنگ میں تبدیلی محسوس ہونا

**مرد حضرات میں کینسر:** ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں مردوں میں سب سے زیادہ پایا جانے والا کینسر پھیپھڑوں کا کینسر ہے۔ اسی طرح منہ، جلد اور پراسٹیٹ گلینڈ کا کینسر بھی مردوں میں کافی پایا جاتا ہے۔

**پھیپھڑوں کا کینسر کن لوگوں میں زیادہ ہوتا ہے؟** پھیپھڑوں کا کینسر عام طور پر ۵۰ سے ۶۰ سال کی عمر میں سب سے زیادہ ہوتا ہے اور یہ سب لوگ کم وبیش وہ ہوتے ہیں جو ۲۰ سے ۴۰ سال تک سگریٹ پیتے رہے ہوں۔

پائپ اور سگار پینے والوں میں بھی پھیپڑوں کا کینسر قدرے کم ہوتا ہے لیکن پھر بھی سگریٹ نوشی نہ کرنے والوں کے مقابلے میں ان میں پھیپھڑوں کے کینسر کی شرح بہت زیادہ ہے۔ دوسری طرف ان لوگوں میں منہ اور خوراک کی نالی کے کینسر کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔



تمباکو نوشی کے علاوہ بعض دوسرے حالات بھی پھیپھڑوں کا کینسر پیدا کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ ان میں ایسے پیشے شامل ہیں جہاں ایس بیس ٹوس، کرومیم، ایتھر، کول تار، یورینیم وغیرہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ہوائی آلودگی مثلاً موٹر گاڑیوں اور فیکٹریوں کا دھواں اور دیگر کیمیائی اجزاء اس بیماری کے پیدا کرنے میں مد ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مرض شہروں میں رہنے والوں میں گاؤں اور کھلی فضا میں رہنے والوں کی نسبت قدرے زیادہ ہوتا ہے۔

**پھیپھڑوں کے سرطان سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟** طبی نقطہ نظر سے پھیپھڑوں کے کینسر سے بچاؤ کا بہترین طریقہ سگریٹ نوشی کی عادت کو چھوڑ دینا ہے۔ پھیپھڑوں کے کینسر کا خطرہ سگریٹ نوشی چھوڑنے کے ایک سال بعد ہی کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور دس سال بعد تو کینسر پیدا ہونے کا خطرہ اُتنا ہی کم ہو جاتا ہے جتنا کہ اس شخص کے لئے ہوتا ہے جس نے کبھی سگریٹ نوشی نہ کی ہو۔ نیز پھیپھڑوں کے کینسر سے بچاؤ کے لئے۔ ایسے پیشوں کو چھوڑنا ہے جہاں پھیپھڑوں کا کینسر پیدا کرنے والے عوامل موجود ہوں۔

**منہ کے کینسر سے بچاؤ کے لئے تدابیر؟** پان، چھالیہ، تمباکو، نسوار اور پان کے دوسرے لوازمات اور دیگر منشیات کا استعمال ہے اسی طرح منہ کو صاف نہ رکھنا منہ کے کینسر کی وجوہات میں سرفہرست ہیں۔ ان اشیاء کے استعمال کو ترک کر کے اور دانتوں اور منہ کی صفائی رکھ کر اس مرض سے کافی حد تک بچا جا سکتا ہے۔

**جلد کا کینسر اور اس سے بچاؤ کی صورت:** جلد کا کینسر عام طور پر عمر رسیدہ لوگوں کو اور زیادہ دیر تک اور دھوپ میں کام کرنے والے لوگوں کو لاحق ہوتا ہے۔ دھوپ میں کام کرتے وقت جسم کو مناسب انداز سے ڈھانپ سے لینے سے اس کینسر سے ایک حد تک بچاؤ ممکن ہے۔

اداریہ

# جلسہ سالانہ انگلستان کے ایمان افروز مشاہدات

## چشم بینا نے کیا دیکھا اور چشمِ بصیرت نے کیا پایا!



راقم الحروف کو امسال دوسری بار انگلستان کی سرزمین پر قدم رکھنے کا موقع میسر آیا۔ خلافت خامسہ کے بابرکت ظہور کی تقریب سعید میں شرکت کے بعد احباب کے ایک محدود اور ادھورے Visit اور پھر جلسہ سالانہ کی پاکیزہ تقریبات نے میرے والہانہ شوق کی تشنگی کو اور بڑھایا ہوا تھا تا آنکہ راقم الحروف ان وسیع تر اجتماعی پروگراموں اور ملّتِ واحدہ کے حسین منظر سے اپنے دل کو تسکین دے سکے جس کا نقشہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی درخشندہ تحریرات میں ملتا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ آنکھ ان باتوں کا احاطہ نہیں کر سکتی اور نہ زبان و قلم اسے بیان کر سکتے ہیں جو قلب و روح پر گزرتی ہے۔ تاہم جس قدر ممکن ہے اس سے قارئین کے جذبہ شوق کو تشنہ رکھنا مناسب ہے نہ درست۔ چنانچہ اس للّٰہی جلسہ سالانہ کے ایمان افروز حالات و مشاہدات کیا تھے اور چشم بصیرت نے کیا پایا اس کا مشاہدہ کچھ یوں ہے۔

○ حضرت اقدسؑ بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کے مطابق جلسہ سالانہ ''معمولی انسانی جلسوں کی طرح'' ہرگز نہ تھا۔ عام طور پر دنیوی اجتماعوں، میلوں اور عرسوں وغیرہ میں دینی امور عبادات اور ذکر الٰہی وغیرہ کا فقدان ہوتا ہے تصنع اور تکلف، بناوٹ اور ظاہری سج دھج غالب نظر آتی ہے۔ جب کہ اس جلسہ سالانہ کی اجتماعیت تمام دنیوی خرافات سے پاک اور مبرّا تھی۔ ذکر الٰہی اور عبادات اور دینی امور و آداب کا عنصر غالب تھا۔ رُكَّعاً سُجَّداً کی کیفیت نظر آتی تھی اور ہر چشم بصیرت محسوس کر رہی تھی کہ خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ (......) پر اس کی بنیاد ہے اسی اشتہار مذکور میں مندرج یہ آسمانی خبر آنکھوں کے سامنے آئی کہ ''اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی......'' ہر خورد و کلاں کو یہ نظارہ ایم۔ٹی۔اے (M.T.A.) کی آنکھ نے بھی دکھا دیا کہ امسال ۸۱ ممالک اور ان سے آنے والے ایک قوم بن چکے تھے۔

○ پھر دور دراز سے قوتِ پرواز رکھنے والے، نامساعد حالات کے باوجود اور دنیوی قانونی تقاضوں کو بمشکل پورا کرتے ہوئے ۲۵ ہزار عشاقِ دینِ حق کی شرکت کوئی معجزہ سے کم نہ تھی اور جماعت احمدیہ کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا نشان تھا جو احمدیت کے تابندہ مستقبل کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

○ جلسہ کی مبارک تقریب اس بات کی بھی مظہر تھی کہ ہر ایک شریک جلسہ مہمان ہو یا میزبان نے ''دینی فائدہ اٹھانے'' کا موقعہ حاصل کیا اور نیکی کے اس مَیدان میں ایک گونہ سبقت لے جانے کی روح کارفرما نظر آتی تھی۔ ''دینی

# نتیجہ امتحان سہ ماہی دوم ۲۰۰۳ء قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

امتحان سہ ماہی دوم ۲۰۰۳ء میں ۳۲۷ مجالس کے ۶۳ ۵۷ انصار نے امتحان میں شمولیت کی۔ الحمدللہ۔ نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے اراکین۔



**اوّل**: مکرم عبدالمنان محمود شاہکوٹی صاحب (نارتھ کراچی)، مکرم مبارک احمد خان صاحب (دارالنصر شرقی ربوہ) **دوم**: مکرم ملک محمود احمد اعوان صاحب (ڈیرہ اسماعیل خان)، مکرم یعقوب احمد بٹ صاحب (ڈرگ کالونی کراچی) **سوم**: مکرم منصور احمد لکھنوی صاحب (گلشن اقبال شرقی کراچی)

۹۰ انصار نے یہ امتحان خصوصی گریڈ اے میں پاس کیا۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے۔

**ربوہ**: مکرم حبیب اللہ شاد صاحب دارالنصر شرقی، مکرم محمد رفیق صاحب دارالبرکات، مکرم عبدالرشید منگلا صاحب دارالرحمت شرقی الف، مکرم میاں عبدالغفور طور صاحب دارالصدر غربی حلقہ القمر، مکرم شاہ محمد حامد گوندل صاحب طاہر آباد ب، مکرم عبدالرشید طاہر صاحب ناصر آباد شرقی، مکرم عبدالرب خان صاحب دارالصدر شرقی ب، مکرم جمیل الرحمٰن رفیق صاحب کوارٹرز تحریک جدید۔ **فیصل آباد**: مکرم میاں عبدالحفیظ صاحب ۱۰۸ ج ب تلونڈی، مکرم سید محمد یحییٰ صاحب سمن آباد، مکرم محمد اصغر عتیق صاحب دارالحمد مسعود آباد، مکرم ملک محمد سجاد اکبر صاحب، مکرم چوہدری احمد دین صاحب دارالذکر، مکرم مرزا منظور احمد بیگ صاحب، مکرم ڈاکٹر بشیر حسین تنویر صاحب دارالحمد۔ **لاہور**: مکرم محمد سلیم اختر صاحب سلطان پورہ، مکرم سعد احمد بٹ صاحب مکرم منصور احمد صاحب مکرم مجید الرحمٰن صاحب جوہر ٹاؤن، مکرم شیخ مامون احمد صاحب مکرم محمد اسحاق چوہدری صاحب بیت الاحد، مکرم محمد ظفر اقبال ہاشمی صاحب بیت التوحید وحدت کالونی، مکرم قاضی ناصر احمد صاحب دارالذکر، مکرم شمس الدین سیال صاحب آصف بلاک وحدت کالونی، مکرم محمد رفیق ثاقب صاحب دارالسلام، مکرم لیفٹیننٹ کرنل (ر) نعیم احمد صدیقی صاحب نشاط کالونی ڈیفنس لاہور، مکرم میجر (ر) محمد افضل صاحب بیت النور۔ **راولپنڈی**: مکرم میاں محمد اسلم شریف صاحب سیٹلائٹ ٹاؤن حلقہ خیابان سرسید، مکرم محبوب احمد خان دہلوی صاحب پشاور روڈ شرقی ایوانِ توحید، مکرم مبارک احمد سیف صاحب مکرم رفیق احمد قریشی صاحب پشاور روڈ، مکرم نصیر احمد شریف صاحب، مکرم عبداللطیف صاحب خیابان سرسید، مکرم ملک محمد عبداللہ ریحان صاحب صدر راولپنڈی۔ **اسلام آباد**: مکرم شیخ محمود احمد مکرم ایم اے لطیف شاہد صاحب اسلام آباد وسطی، مکرم عبدالمنان فیاض صاحب مکرم چوہدری مبارک علی حسنات صاحب اسلام آباد شرقی، مکرم رفیق احمد سعید صاحب اسلام آباد جنوبی، مکرم سعید احمد ریحان صاحب مکرم مبارک احمد حالی صاحب مکرم مرزا بشیر احمد صاحب مکرم منیر احمد چوہدری صاحب اسلام آباد شمالی، مکرم ساجد پرویز صاحب اسلام آباد، مکرم محمد منظور احمد خان ایاز اسلام آباد **کراچی**: مکرم ذکاء اللہ ڈھڈی صاحب مکرم محمد ظفر اللہ مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب مکرم مقبول الٰہی ملک صاحب مکرم ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب مکرم مجیب احمد خان صاحب مکرم محمد سرور صاحب مکرم ملک محمد شفیق صاحب مکرم مبارک احمد ہاشمی صاحب ڈرگ کالونی، مکرم شفیق احمد شاہد صاحب نارتھ کراچی، مکرم محمود احمد وینس صاحب کورنگی، مکرم ملک محمد صدیق صاحب مکرم ھبۃ اللہ کاہلوں صاحب محمود آباد، مکرم محمد ابراہیم شاہد سٹیل ٹاؤن گلشنِ جدید، مکرم سفیر احمد باجوہ صاحب گلشن جامی، مکرم امتیاز حسین شاہد صاحب مکرم حمید الدین احمد صاحب ماڈل کالونی، مکرم چوہدری ناصر احمد گوندل صاحب النور کراچی، مکرم عبدالباری قیوم شاہد صاحب مارٹن روڈ، **ملتان**: مکرم چوہدری محمد اکبر گوندل صاحب حسن آباد ملتان شرقی، مکرم محمد لطیف ملک صاحب حلقہ کھاد فیکٹری ملتان شرقی، مکرم فضل الرحمٰن ملک صاحب پاک عرب کھاد فیکٹری ملتان شرقی۔ **پشاور**: مکرم ڈاکٹر سید مسعود احمد شاہ صاحب، مکرم شمس الدین اسلام صاحب حیات آباد، مکرم ارشاد احمد صاحب پشاور شہر، **متفرق**: مکرم محمود مجیب اصغر صاحب اٹک، مکرم عبدالقدیر صاحب کوئٹہ کینٹ، مکرم میاں نذر محمد صاحب حافظ آباد، مکرم منور احمد اعوان صاحب چکوال، مکرم سید اعجاز المبارک منیر چک 6/11-L ساہیوال (قیادت تعلیم)

# مجالس انصار اللہ کراچی کی کارکردگی

رپورتاژ: مکرم عبدالرشید سماٹری نائب ناظم انصار اللہ



مورخہ ۵ تا ۲۱ر جولائی ۲۰۰۳ء مکرم حفیظ احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ انصار اللہ پاکستان نے مجالس کراچی کا دورہ کیا۔ مکرم ناظم صاحب مجلس انصار اللہ کراچی نے پروگرام مرتب کر کے تمام زعماء اعلیٰ کو مطلع کیا ہوا تھا۔ تا کہ ہر مجلس میں اجلاسات منعقد کئے جاسکیں۔ نمائندہ انصار اللہ پاکستان کے ہمراہ دو عہدیداران خاکسار اور مکرم ملک مبشر ناصر احمد صاحب ایڈیشنل نائب ناظم مال کراچی نے معاونت کی۔

**دورہ کردہ مجالس:** مورخہ ۵ر جولائی کو مجلس ہاؤسنگ سوسائٹی سے دورے کا آغاز ہوا۔ مکرم طارق عطاء اللہ صاحب اور نمائندہ مرکز نے اجلاس سے خطاب کیا۔ جس میں انصار اللہ کے نظام کے بارے میں ضروری ہدایات دیں۔

مورخہ ۲۰ر جولائی تک مرکزی نمائندہ نے کراچی کی ۲۱ر مجالس کے دورے کئے۔ مورخہ ۱۱ جولائی کو ٹھٹھہ/گھارو کے انصار کو ضروری ہدایات دیں۔ مورخہ ۱۴ جولائی جام گوٹھ میں چار مجالس ڈرگ روڈ، ڈرگ کالونی، ماڈل کالونی اور گلشن جامی کے سالانہ اجتماع سے نمائندہ مرکز نے خطاب کیا ۲۱ جولائی کو کراچی کی مجلس عاملہ کو ہدایات دیں۔ دورہ میں جو اجلاسات منعقد ہوئے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ: ۲۔ اجلاس عام: ۵۔ اجلاس عاملہ: ۱۳۔ سالانہ اجتماع: ۱۔ ان اجلاسات میں درج ذیل اُمور پر مساعی کے لئے ضروری ہدایات دیں:۔

۱۔ تربیت:۔ پنجوقتہ نماز باجماعت میں حاضری ۲۔ دعوت الی اللہ کی عام مساعی کے علاوہ وقف ایام میں انصار کے وفود ۳۔ تعلیم کے شعبہ میں مطالعہ کتب اور سہ ماہی امتحانات کی طرف توجہ ۴۔ تعلیم القرآن کے سلسلہ میں صحت کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے اور ترجمہ سکھانے کے لئے کلاسز کا انتظام۔

مجلس عاملہ انصار اللہ کراچی کے مشترکہ اجلاس میں مرکزی نمائندہ مساعی کا شعبہ وار جائزہ لیا۔ اور ہر شعبے کے بارے میں ضروری ہدایات دیں۔ دورہ کا یہ سارا پروگرام بڑا نتیجہ خیز اور کامیاب رہا۔ الحمدللہ

## نصاب سہ ماہی چہارم (اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۳ء)

۱۔ قرآن کریم پارہ ۲۸ نصف اول

۲۔ کتاب ''معیار المذاہب'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام

۳۔ کتاب ''نجات'' تقریر حضرت مصلح موعود...... برموقعہ جلسہ سالانہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۲ء

# مجلس انصاراللہ بنگلہ دیش ۲۰۰۰ء کی مساعی



مجلس انصاراللہ بنگلہ دیش کی مساعی کی ایک رپورٹ مرسلہ مکرم محمد مصدق حسین صاحب صدر مجلس انصاراللہ بنگلہ دیش کا خلاصہ دیا جارہا ہے یہ مساعی سال ۲۰۰۰ کی ہے اور نہایت عمدہ اور دیدہ زیب طبع کی گئی ہے (اسکا اردو ترجمہ اور خلاصہ مکرم محمود احمد اشرف صاحب کا تیارہ کردہ ہے- اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام اراکین کو مقبول خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے- آمین

**دعوت الی اللہ:** سال ۲۰۰۰ء کے نصف اول میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے ۹۸۳ بیعتیں ہوئیں-

**تجنید:** سال رواں میں ۵۳۷ نئے اراکین تنظیم میں شامل کئے گئے- اس طرح تجنید میں تقریباً ۵۰ فیصد اضافہ ہوا ہے-

**تعلیم:** شعبہ تعلیم نے ۱۵ ویں سالانہ تعلیم القرآن کلاس مورخہ ۳ نومبر تا ۸ نومبر ۲۰۰۰ء کو منعقد کی جس میں ۲۶ مقامی مجالس کے ۶۴ انصار شامل ہوئے- کلاس کے لئے با قاعدہ نصاب تیار کیا گیا تھا- جسے اساتذہ نے بڑی محنت سے پڑھایا- اختتام پر امتحان بھی لیا گیا- دوران کلاس علمی وورزشی مقابلہ جات بھی منعقد ہوئے جن میں انصار نے بڑی دلچسپی سے حصہ لیا-

**تربیت:** شعبہ تربیت نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات کی روشنی میں انفرادی رابطوں اور اجتماعی تربیتی پروگراموں کے ذریعہ کوشش کی کہ سو فیصد انصار نماز با جماعت کے پابند ہو جائیں- جس کا نتیجہ خوش کن رہا-

**اجتماعات:** مجلس انصاراللہ بنگلہ دیش کا ۲۳ واں سالانہ اجتماع ۹، ۱۰، نومبر ۲۰۰۰ء کو منعقد ہوا جس میں ۵۱ مجالس کی نمائندگی ہوئی دوران سال علاقائی سطح پر بھی کئی تربیتی اجتماعات منعقد ہوئے جون میں چاند پور، راجشاہی، بوگرہ، کھلنا، باریہ سلہٹ، برہم بڑیہ، رنگ پور کے اجتماعات شامل ہیں نیز مقامی مجالس کی سطح پر بھی تربیتی اجتماعات کا انعقاد کیا گیا-

**مجلس شوریٰ:** مجلس انصاراللہ کی ۲۳ ویں شوریٰ ۱۱ نومبر ۲۰۰۰ء کو ڈھاکہ میں منعقد ہوئی- ۵۱ مجالس کے ۱۰۵ نمائندگان اس میں شامل ہوئے- جس میں مکرم الحاج میر محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نمائندہ مقرر فرمایا تھا- آپ نے مجلس شوریٰ کے اجلاسات کی صدارت کی-

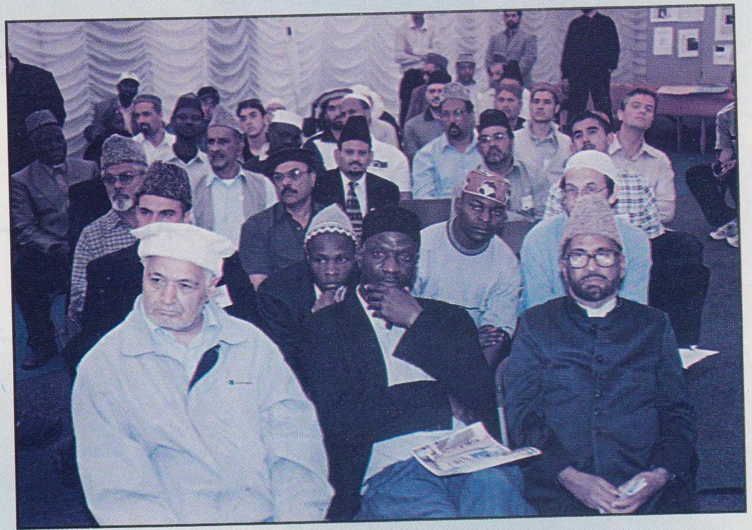
**سیلاب زدگان کی مدد:** سُندربَن، کھلنا، ست خیرا، جیسور، چونڈنگا کے سیلاب زدگان کی مدد کے لئے جماعت بنگلہ دیش نے جو انتظامات کئے تھے اُن میں انصار نے بھی شرکت کی- سُندربن کے احمدی احباب نے بہت سے سیلاب زدگان کو اپنے گھروں میں بھی پناہ دی- اسی طرح ہنگامی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مالی امداد بھی فراہم کی گئی-

مجلس انصاراللہ بنگلہ دیش اپنے تربیتی، تعلیمی اور تنظیمی امور میں ترقی کی طرف رواں دواں ہے، اور اپنی مساعی پر مشتمل چار خبرنامے بھی شائع کئے ہیں اللہ تعالیٰ خدمت دین بجالانے والے تمام عہدیداران اور انصار کو احسن جزا عطا فرمائے تا کہ وہ اپنے وطن میں انسانیت کی خدمت میں مثالی قرار پائیں- (آمین)

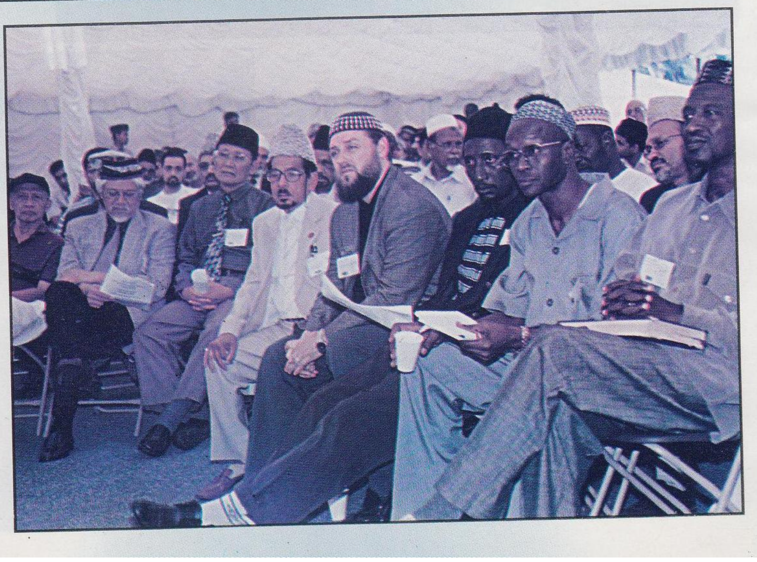
# جلسہ سالانہ ۲۰۰۳ء کے موقعہ پر دعوت الی اللہ کا سیمینار



مکرم منصور احمد خان صاحب وکیل التبشیر
سیمینار سے خطاب کر رہے ہیں
(سیمینار کے چند مناظر)





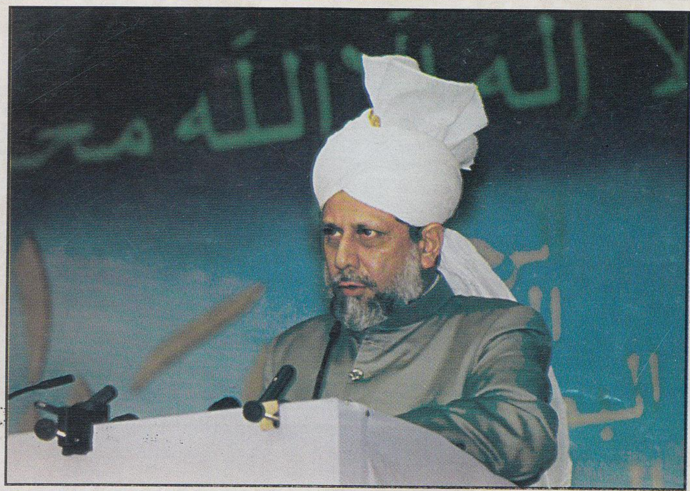


*Monthly* **ANSARULLAH** October 2003

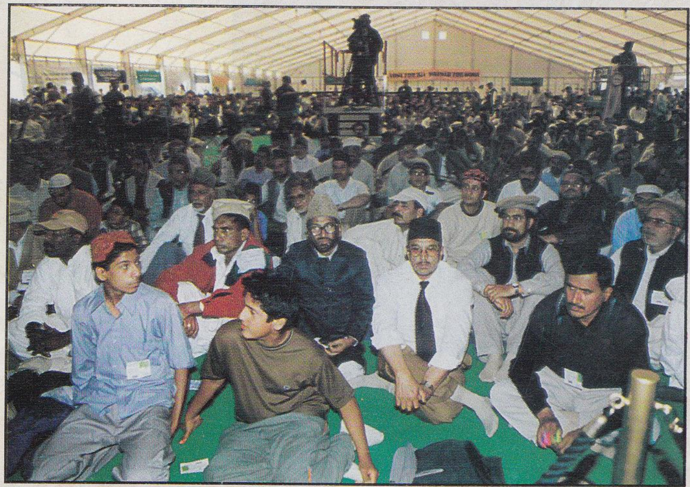
Ph: 04524-212982

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR

Regd. # : CPL-34/CR02



سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
جلسہ سے خطاب فرما رہے ہیں





جلسہ سالانہ کے شرکاء کا ایک منظر



جلسہ سالانہ میں شریک مختلف ممالک کے احباب

(تصاویر بشکریہ شاہد احمد عباسی آف جرمنی)

معلومات''، ''حقائق و معارف'' کے حصول اور ''ایمان و یقین اور معرفت'' کے لئے ایک دوڑ تھی، جسمانی ضروریات کو کسی حد تک پورا کرنے اور اس سے بے نیازی کی کیفیت کا منظر بھی عجیب تھا۔ کوئی بھی دینی پروگرام ایسا نہ تھا۔ طعام گاہیں بے رونق ہوئیں اور ذی شعور احباب و خواتین عبادات اور ذکر الٰہی کے لئے اپنی مارکیوں میں پہنچ جاتے رہے اور ان کے چہرے ''اَثَرِ السُّجُوْد'' کو ظاہر کرتے۔



○ احباب جماعت کے مرد و خواتین بچوں اور نوجوانوں کی ملاقات سے باہمی ''تعارف اور تعلقات اخوت'' کی ابتداء اور استحکام کا بھی عجیب رنگ نظر آیا اور اسی پر مستزاد تعلقاتِ تودّ محبت کا یہ حال کہ مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے، لباس، زبان، خوراک اور کلچر مختلف ہونے کے باوصف سَلاماً سَلاماً کا منظر تھا اور وہ ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے اور محبت کے آنسوؤں سے معانقہ کر رہے ہوتے۔ یہ محبت کے سوتے کہاں سے پھوٹے۔ شاہد کی چشم بصیرت اس نتیجہ پر پہنچی کہ رحمۃ للعالمین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامانِ رحمت سے مستفیض حضرت مہدی معہود علیہ السلام کے محبت کے خزانوں کا کرشمہ ہی تو ہے کہ یہ خزانہ بنی نوع انسان میں تقسیم ہوا۔

○ پھر جلسہ کا ایک خوش منظر رنگ ''زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہمی محبت و اخوت'' میں اہل دنیا کے لئے ایک ''نمونہ، انکسار تواضع، راستبازی اور دینی مہمات میں سرگرمی اختیار کرنے'' والی یہ جماعت ہے جس کی مثل اور کوئی نہیں۔ دنیا کے ترقی یافتہ یا ترقی پذیر اور امیر یا غریب ممالک یا تیسری دنیا ایسی خوبیوں کی حامل اور اٹھان رکھنے والی جماعت پیش کرنے سے قاصر ہے۔

○ ہر احمدی کے وجود میں ''دنیا کی محبت ٹھنڈی'' اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب'' آنے کا منظر بھی صرف یہاں مشاہدہ میں آیا۔ ایک چھت کے نیچے ایک دستر خوان اور ایک راہگزر پر سوائے مولیٰ کریم کی حمد کے اور اس کے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سے محبت کا اظہار تھا اور یہ گلہائے عقیدت اور کہیں نچھاور ہوتے نہ دیکھے گئے۔

○ جلسہ کے مقاصد عالیہ میں سے یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ کا پہلو بھی تقریروں اور سیمیناروں میں نظر آتا دکھائی دیا۔ جو مغربی ترقی یافتہ قوموں کو دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شیریں چشمہ پر لا کر امتِ واحدہ بنانے کی تڑپ اور تدبیر تھی۔ یہ جُہدِ مسلسل اور سعی پیہم کی توفیق بھی حضرت مہدی علیہ السلام کی جماعت کو حاصل تھی۔

○ ''تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے'' ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے'' کی سعی بھی جلسہ سالانہ سے بخوبی پوری ہوتی نظر آئی جو کبھی انسانی جلسوں سے واقع نہیں ہوئی۔

○ ’’نئے بھائیوں کا اپنے پہلے بھائیوں‘‘ کا منہ دیکھ لینا بھی اس محبت کے بڑھنے میں مفید ثابت ہوتا ہے اور یہ غرض بھی جلسہ سالانہ میں بدرجہ اتم نظر آئی جبکہ عام سوسائیٹیوں کو Join کرنے میں وہ روح نہیں ملتی۔

○ جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کے لئے حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی دعائیں اور ان کے اثرات ہر اس احمدی نے محسوس کئے اور دیکھے جنہوں نے اپنے گھروں کو خالی چھوڑ کر اس للّٰہی اور دینی سفر کو اختیار کیا۔ ہر گھر کا محافظ رب کریم ٹھہرا اور وہی اس کا متکفل تھا۔ کوئی بھی پریشان یا ہم وغم میں نہ پڑا ہر کوئی رحمت و فضل باری تعالیٰ سے نوازا گیا۔



○ یہ تو وہ محسوسات و مشاہدات ہیں جو دل و دماغ پر مسلط ہیں مگر ابھی محبت و پیار کے کچھ اور نظارے بھی ہیں جنہیں راقم الحروف کا قلم تحریر کرنے کے حجاب سے باہر آتا ہے۔

لندن کی جماعت اس کے عہدیداران، کارکنان جلسہ سالانہ و جلسہ گاہ دس سال کے بچے سے لے کر چلنے پھرنے کے قابل احباب، بچیاں اور خواتین خدمت کے جذبہ سے سرشار ایسے خوبصورت نظر آئے ہیں کہ گویا وہ انسانیت کے لئے نگینے ہیں، ہر فرد جماعت دوسرے کی ہمدردی اور تعاون وامداد کے لئے ایک تڑپ اور جذبہ محبت رکھتا تھا۔ خالی جانے والی گاڑی سے آواز آتی ’’اسلام آباد، بیت الفتوح، بیت الفضل جانے والے ہیں؟ مجھے چند شادیوں میں اور بعض گھرانوں میں جانے کا موقعہ ملا۔ ہر کہیں محبت کے پھول کھلے نظر آئے۔ آکسفورڈ، برمنگم، بریڈ فورڈ، لیک ڈسٹرکٹ اور گلاسگو (سکاٹ لینڈ) کا پروگرام بھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی شفقت تھا۔

میزبان جماعت احمدیہ انگلستان کے امیر مکرم رفیق حیات صاحب ان کے باتدبیر ساتھیوں مکرم سید منصور احمد صاحب اور چوہدری مبشر احمد گوندل صاحب برمنگھم بریڈفورڈ گلاسگو (سکاٹ لینڈ) کے مربیان کرام مکرم مولانا نسیم احمد باجوہ صاحب اور مولانا محمد اکرم ملک صاحب اور مقامی عہدیداران کی محبت و مودت اور خدمت و میزبانی سب زائرین کے لئے جذباتِ ممونیت کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے احسن سے نوازے۔ آمین۔

اس امر واقعہ کا اظہار بھی احسان ربّ کریم ہے کہ اس دینی سفر کا مرکز و محور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا مقدس اور مبارک وجود ہے جن کی بار بار کی زیارت ملاقات اور دعائیں ہمارے ساتھ تھیں۔ اور جسے ۱۵/اگست کے خطبہ جمعہ کے بعد میری چشم بصیرت نے ایک نور کے ستون کی مانند دیکھا جو بلندیوں تک محیط تھا۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ وہ خلیفۃ اللہ ہے اور امر واقعہ بھی یہی ہے کہ

قدسیوں میں تذکرہ ہے حضرت مسرور کا
ہے یہی نغمہ لبوں پر ہر کہیں لیل و نہار

امام الکلام

# متقی کے لئے آسمانی مدد



سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے ہمارے سیّد و مولیٰ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو سید المتقین تھے انواع و اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا۔ گو اوائل میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی طرح داغِ ہجرت آپ کے بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔ سواے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیز گار ہوتا ہے آسمان سے اس کے لئے مدد نازل کی جاتی ہے۔ اور اس طرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سیّد و مولیٰ نبیّنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کمزوری کی حالت میں مکّہ میں ظاہر ہوئے تھے۔ اور ان دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا کچھ عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی ہو گئے تھے تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔ سو بھائیو! اس پر قدم مارو اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔ سو اس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھ کر کہو۔ تم اُس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لئے چنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اُس کے لب جھوٹ سے اور اُس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔ اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذرّیت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اس کی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اس کے لئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ، اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔

کرامت کیا چیز ہے اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔ وہ آگ جو اخلاص کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے۔ تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہاں تک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو ان بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لئے ظاہر کی جاتی ہے جو حضرت احدیت میں جاں نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں ......''

(رازِ حقیقت، روحانی خزائن جلد ۱۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۸)

کلام الامام



# ”وہ تیرے سلسلہ اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائے گا“

اللہ تعالیٰ کی صفت الخبیر کے تعلق میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفات سے قبل اپنے آخری خطبہ جمعہ ۱۸/اپریل ۲۰۰۳ء کے تعلق میں قرآن مجید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کا ایمان افروز تذکرہ کرتے ہوئے حضرت اقدس کا تحفۃ الندوہ سے یہ اقتباس پیش فرمایا:

”براہین احمدیہ کے زمانہ میں جب براہین احمدیہ چھپ رہی تھی- میں صرف اکیلا تھا- کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُس وقت میرے ساتھ کوئی ایک بھی تھا- یہ وہ زمانہ تھا کہ جبکہ خدائے تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تو اس وقت اکیلا ہے مگر وہ وقت آتا ہے کہ تیرے ساتھ ایک دنیا ہوگی اور پھر وہ وقت آتا ہے جو تیرا اس قدر عروج ہوگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیونکہ تو برکت دیا جائے گا- خدا پاک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے- وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائے گا اور انہیں برکت دے گا اور بڑھائے گا اور اُن کی عزت زمین پر قائم کرے گا جب تک کہ وہ اس کے عہد پر قائم ہوں گے-“

(تحفۃ الندوہ- روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۹۷)

## عربی منظوم کلام

اِنِّیْ مِنَ الرَّحْمٰنِ عَبْدٌ مُکْرَمٌ　　سَمٌّ مُعَادَاتِیْ وَسِلْمِیْ اَسْلَمُ

میں رحمٰن کی طرف سے ایک بندہ عزت دیا گیا ہوں - میری دشمنی زہر ہے اور مجھ سے صلح سلامتی بخشنے والی ہے -

اِنِّیْ اَنَا الْبُسْتَانُ بُسْتَانُ الْهُدٰی　　اِنِّیْ صَدُوْقٌ مُصْلِحٌ مُتَرَدِّمُ

میں وہ باغ ہوں جو ہدایت کا باغ ہے - میں راست گو اور مصلح ہوں اور اصلاح کرنے والا ہوں

اِنِّیْ اَنَا النَّهْجُ السَّلِیْمُ الْاَقْوَمُ　　مَنْ فَرَّ مِنِّیْ فَرَّ مِنْ رَّبِّ الْوَرٰی

جو شخص مجھ سے بھاگا وہ خدا سے بھاگا - میں سلامتی کی راہ اور سیدھی راہ ہوں

رُوْحِیْ لِتَقْدِیْسِ الْعَلِیِّ حَمَامَةٌ　　اَوْ عَنْدَلِیْبٌ غَارِدٌ مُتَرَنِّمُ

میری روح خدا کی تقدیس کے لئے ایک کبوتری ہے یا ایک بلبل ہے جو خوش آواز سے بول رہی ہے

مَاجِئْتُکُمْ فِیْ غَیْرِ وَقْتٍ عَابِثًا　　قَدْ جِئْتُکُمْ وَالْوَقْتُ لَیْلٌ مُظْلِمُ

میں تمہارے پاس بے وقت بطور لہو ولعب کے نہیں آیا میں اس وقت آیا جب کہ زمانہ رات کی طرح تھا

یَااَیُّهَا النَّاسُ اتْرُکُوْا اَهْوَاءَ کُمْ　　تُوْبُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ رَبٌّ اَرْحَمُ

اے لوگو! اپنی حرص و ہوا کو چھوڑ دو، توبہ کرو اور خدا غفور و رحیم ہے

رَبٌّ کَرِیْمٌ غَافِرٌ لِمَنِ اتَّقٰی　　طُوْبٰی لِمَنْ بَعْدَ الْمَعَاصِیْ یَنْدِمُ

رب کریم ہے، وہ ڈرنے والے کو بخش دیتا ہے - کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو گناہ کے بعد پچھتا تا ہے

(حقیقۃ الوحی - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۶۱